معلومات حج

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ

ایمان والوں کو نبی ؐ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں

زائرین کرام کی رہبری کیلئے

حضور العاشقین

مؤلفہ

حافظ محمد صدیق المیمنی

شائع کردہ

انجمن خدام النبی ؐ

صابو صدیق مسافر خانہ کرناک روڈ بمبئی ۳

فون نمبر ۲۶۱۵۱۰

سنہ ۱۹۶۲ء

ہدیہ دعائے خیر

سیٹھ احمد عمر بھائی مرحوم

یہ کتاب سیٹھ احمد عمر بھائی کے ایصال ثواب کے لئے شایع کی جارہی ہے۔ اسکے تمام مصارف مرحوم کے فرزندوں نے دئے ہیں۔

مرحوم ہندستان بھر کے تیل کے کارخانوں کے سب سے بڑے تاجروں میں سے تھے۔ نہایت دیانتدار، دیندار، اور صاحب خیر آپ کی ذات گرامی سے یتامیٰ، مساکین، اور بیواؤں کو فیض پہونچتا تھا۔ کئی دینی اداروں کو آپ کی سرپرستی حاصل تھی۔ آپ دین کی اشاعت میں بے حد فراخدلی سے حصہ لیتے تھے۔ آپ میمن جماعت کے مایۂ ناز، در بمبئی کی ممتاز ہستیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت عطا فرمائی تھی مگر مرحوم سادہ زندگی کے دلدادہ تھے۔

مرحوم نے ۸ ر اکتوبر سنہ ۶۱ء کی شب کو چوہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور درجاتِ عالیہ سے سرفراز کرے۔ آمین

علامہ سید سلیمان ندویؒ

مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے
آدم کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے

پاکیزہ تر از عرش و سما جنت و فردوس
آرام گہِ پاکِ رسولِ عربی ہے

اے زائرِ بیتِ نبویؐ یاد رہے یہ
بے قاعدہ یاں جنبشِ لب بے ادبی ہے

کیا شان ہے اللہ رے محبوبِ نبیؐ کی
محبوبِ خدا ہے وہ جو محبوبِ نبیؐ ہے

بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابرِ کرم آج
جو آگ مرے سینے میں مدت سے لگی ہے

پیش لفظ

حضرت علامہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

رسالہ حضورُ العاشقین سے استفادہ کا موقع ملا ۔ جو ہمارے محترم بھائی حافظ محمد صدیق صاحب بمبوی مقیم مکہ مکرمہ نے تالیف فرمایا ہے رسالہ مختصر مگر جامع اور طرز بیان میں سلاست و شگفتگی لئے ہوئے ہے، عشق و محبت کی چاشنی کے ساتھ ساتھ حاضری دربار رسالت کے شرعی آداب و مسائل بیان کئے گئے ہیں، عبارت کے ایک ایک لفظ میں عشق نبوی ﷺ کی وارفتگی کے ساتھ حدود کی کافی رعایت موجود ہے، گویا عشق و محبت کے شیشوں میں شرعی مسائل کی شراب طہور بھر کر عاشقانِ دربار رسالت اور طالبانِ راہ کی سرشاری کا سامان کر دیا ہے، اس لئے یہ رسالہ عالمانہ بھی ہے اور عاشقانہ بھی۔

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

اگر یہ صحیح ہے کہ عاشقوں کے لئے حضوری آتش شوق کو اور زیادہ بھڑکانے والی ہے تو بلاشبہ اس حضورُ العاشقین نے عشق الحاضرین کو زیادہ بھی زیادہ

برانگیختہ کر کے راہ پیمان حضوری مدینہ کو ذات با برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیش از بیش والہ وشیدا اور آپ کے بارے میں قانون وشریعت کی پابندی کا زیادہ سے زیادہ دلدادہ بنانے کی راہ کھول دی ہے

مسائل مستند اور راہ ذوق وشوق معتدل ہیں۔ عازمین حضوری دربار نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ اور اس کو پاس رکھنا ضروری ہے۔

حق تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے، رسالہ کو مستفدین کے لئے نافع فرمائے، اور مؤلف کے لئے ذخیرۂ خیر دنیا و آخرت بنائے۔

محمد طیب غفر لہٗ

مہتمم دارالعلوم دیوبند
نزیل حال بمبئی

۲۹ رجب سنہ ۱۳۶۹ھ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب کی رائے گرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— حامداً و مصلیاً

اَمّا بعد! اس حقیر نے رسالہ حضور العاشقین کو جس کے مؤلف اخی فی الدین حافظ محمد صدیق جعلہ اللہ من الخادمین للبیت العتیق ہیں..... بلد امین میں عین اس وقت پایا جبکہ مدینہ طیبہ کی روانگی کا سامان تھا اور حسرت و مسرت دونوں کا ہجوم تھا۔ خدا ہی جانے کہ غلبہ کس کو تھا۔

حبذا روز سعادت مرحبا یوم وصال
باغ من گل می کند امروز بعد از چند سال

اسی حالت میں رسالہ مذکور اول سے آخر تک پڑھا بحمد اللہ باوجود ایجاز و اختصار کے ضروری مقاصد پر حاوی اور صحیح مسائل پر مشتمل پایا۔ اور سب سے بڑی چیز جس کی جھلک رسالہ مذکور کے حرف حرف میں نمایاں ہے وہ والہانہ تعلق ہے، جو ہر مسلمان کو سرکار دو عالم صلعم کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ہونا چاہیئے۔

کتبہ افقر عباد اللہ محمد عبد الشکور عافاہ مولاہ
نزیل مکہ مکرمہ

۲۰ محرم یوم الاحد وقت صلوٰۃ الضحیٰ ۱۳۶۸ھ

اعتراف و تشکر

جناب مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

یہ عجیب بات ہے کہ ہندستان سے باوجودیکہ ہر سال دس ہزار کے لگ بھگ حجاج کرام اور زوّار عظام حج کعبۃ اللہ اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرّف ہوتے ہیں۔ مگر ان کے پاس مناسک کی دعاؤں اور حج و زیارت کے آداب و حقوق کے علاوہ کوئی مستقل کتاب مکہ مکرمہ یا مدینہ منوّرہ کے تاریخی حالات میں نہیں۔ درآنحالیکہ یہ مقدس کام بھی بڑی حد تک انجمن خدام النبی کی بے لوث خدمات اور بلا غرض اخلاص و ایثار کی بدولت بڑے اہتمام اور ذمہ داری سے ہونے لگا ہے۔

حضور العاشقین میں ہمارے محترم و مکرم حافظ محمد صدّیق المیمنی نے بڑی خوبی سے زیارت مدینہ منورہ کے حقوق و آداب اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ وہاں کی مختصر مگر نہایت ہی قیمتی تاریخ بھی والہانہ انداز میں بیان فرمادی ہے خاص طور سے مسجد نبوی شریف کے ابتدا سے آج تک کے تاریخی اور تعمیری حالات نہایت مستند طریقہ سے درج فرمادیے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مسجد نبوی اور روضۂ مبارک علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جدید و قدیم معلومات کا یہ ذخیرہ ہماری زبان میں بہت ہی اہم ہوگیا ہے

اور اس کتاب کے ذریعہ وہ مقدس مانگ بڑی حد تک پوری ہو گئی ہے ۔ جو حجاج کرام کے دلوں میں مسجد نبویؐ اور روضۂ پاک کے لئے پیدا ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ جس بندے سے جو چاہے کام لے لے، یہ اس کی بے نیازی ہے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب موصوف کو ان کے ان کارناموں کی دونوں جہان میں جزا دے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا

قاضی اطہر مبارک پوری
بمبئی

۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

عرضِ حال

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ! حقیر سراپا تقصیر کو چند مرتبہ روضۂ اطہریہ حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ سچی محبت رکھنے والے اپنے ناواقف بھائیوں کو متعدد کوتاہیوں اور غلطیوں میں مبتلا پایا۔ اس لئے اپنے زائرین بھائیوں کی رہبری کے لئے معتبر کتب فقہ سے استفادہ کرکے زیارت اقدس کا صحیح طریقہ اور آداب زیارت کے ضروری مسائل کو عام فہم اردو میں جمع کردیا تاکہ زائرین کرام زیارت اقدس کے فیوض و برکات سے اچھی طرح مستفیض ہوسکیں اور ہر قسم کی بے ادبیوں اور غلطیوں سے محفوظ رہیں۔

احقر و عاجز

محمد صدیق غفرلہٗ ولوالدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربارِ نبوی میں حاضری کے

آداب و فرائض

اللہ کے مقدس گھر کے دیدار سے مشرف ہو کر حج کے مبارک فرض سے سبکدوش ہونے کے بعد سارے گناہوں سے پاک و صاف ہو کر اب زندگی کی دوسری عظیم الشان سعادت یعنی سرکار دو عالم ؐ کے روضۂ اقدس کی مبارک زیارت کے لئے مدینہ منورہ کی طرف آپ روانہ ہو رہے ہیں، ہاں اس دیار پاک کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں جہاں اہل اسلام کی آنکھوں کے نور اور دلوں کے سرور یعنی سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ اس مبارک شہر کی طرف جہاں کی خاک پاک ظاہری و باطنی امراض کے لئے شفا ہے۔ اور جہاں کی سرزمین پر چلنا گناہوں کے کفارہ کا باعث ہے۔

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است ؞ اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

در دلِ مسلم مقامِ مصطفےٰ است ؞ آبروئے ما زنامِ مصطفےٰ است

(یعنی مدینہ منورہ کی خاک دونوں جہان سے خوشگوار ہے، دراصل کتنا پیارا ہے وہ شہر کہ جہاں محبوب موجود ہو، مسلمانوں کے دلوں میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے محبوب مقام ہے اور ہماری
آبرو بھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلّم کے طفیل ہی میں ہے)
اور کیوں نہ ہو جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم دونوں جہان میں ہماری سرخروئی
اور سرفرازی کے باعث ہیں ۔

محمدِ عربی کابروئی ہر دو سرا است ؛ کسے کہ خاک رہش نیست خاک بر سرِ اُو

(یعنی سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات اقدس ہر دو عالم کی سرخروئی
ہے، اگر کوئی شخص اُن کے مبارک راستہ کی خاک نہیں ہے تو اسکے سر پر خاک پڑے)
لہذا حج ختم ہوتے ہی حجاج کرام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک دربار
کی حاضری کے لئے کیوں بیتاب و بیچین نہ بنیں ۔

مبارک ہو اے بیقرارِ مدینہ ؛ بلاوا ہے یہ اضطرار مدینہ
ہو سطے جلد اے رہگذار مدینہ ؛ بہت سخت ہے انتظار مدینہ
ہوائے مدینہ ہو بالوں کا شانہ ؛ ہو آنکھوں کا سرمہ غبار مدینہ

اور دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی حاضری کی برکتوں اور فضیلتوں کا تو
پوچھنا ہی کیا ہے خصوصًا جبکہ خود آقائے نامدار نے اپنی مبارک زیارت کے لئے ..
اہل امت کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہو تو گناہ گار غلام پیروں کے بجائے سر کے
بل چل کر بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جائے، تب بھی یہی کہا جائے گا ۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے

حج ادا کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی۔

سبحان اللہ! رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار لطف و کرم کا یہ بھی ایک انوکھا کرشمہ ہے کہ جن کم نصیب امتیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی دور نصیب نہیں ہوا ہے ان کے لئے نبوی فیوض و برکات کا یہ مقدس در تو آج بھی کھلا ہوا ہے، بعض بزرگوں کا قول ہے کہ دنیا میں دو عظیم الشان نعمتیں ایسی ہیں کہ جنکی لوگوں کو خبر بھی ہے اور وہ ان کے قریب بھی ہیں۔ لیکن لوگوں کو ان کی قدر نہیں۔ ایک تو قرآن کریم ہے کہ جس کے ذریعہ حق تعالیٰ بندوں کو اپنا ہم کلامی کا شرف عطا فرماتا ہے اور لوگ ہیں کہ اس نعمت سے غافل ہیں۔ دوسری نعمت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود پاک ہے جو مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کے اندر جلوہ فرما ہیں۔ بیشک بدنصیب ہے وہ شخص جو صاحب حیثیت ہونے کے باوجود اس عظیم الشان سعادت سے اپنے آپ کو محروم رکھے۔ غور فرمائیے مذکورہ بالا حدیث شریف کے ان الفاظ پر۔

"اسنے گویا میری زندگی میں میری ملاقات کی"

اللہ اکبر! یہ زیارت کس ذات اقدس کی۔ اور کس گنہ گار کو نصیب ہو رہی ہے ذرا اپنے ظاہر و باطن پر ایک نگاہ ڈال لیں اور لمحہ بھر کے لئے اس پیکر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا تصور کیجئے تو اس سعادت کا کچھ اندازہ ہو سکے گا، اور کون سا انسان ایسا ہے جو اس تصور محض سے لرز نہ اٹھے۔

حریم حبیبِ خدا اور ہم ہوں   تصوّر سے بھی اس کے تھرا رہے ہیں

اور کس زبان سے وہ مبارک نام کبھی کوئی گنہ گار امتی لے سکتا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب   ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

(ہزار بار اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے دھوؤں پھر بھی آپ کا مبارک نام زبان پر لانا بے ادبی ہی ہوگی)

ہاں تو مدینہ شریف میں کس ذات پاک کی مبارک زیارت کی بشارت احادیث نبویہؐ میں مل رہی ہے، تاجدار مدینہ کی۔ دوجہاں کے سرزار کی۔ شانِ کونین اور سرور کائنات کی۔ نبیوں کے سردار اور سرتاج کی۔ رحمۃ للعالمین کی۔ اور صاحب لولاک کی۔ جن کی شان میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (یعنی جس نے رسول کی فرمانبرداری کی اسنے اللہ کی فرمانبرداری کی) جن کا حقیقی اور محبوبی رتبہ خود حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یوں ظاہر فرمادیا ہے کہ

"اے پیغمبر کہہ دیجئے لوگوں سے کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے"۔

گویا حق تعالیٰ بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ زیارت اس محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے، جس کی

ملاقات کا شوق خود ربّ العالمین کو بھی ہوا۔ اور جس کو ملاقات کے لئے آسمان پر بلاکر دنیا کو معراج کا عظیم الشان محمدی معجزہ بتلایا اور سدرۃ المنتہیٰ کے اس سب سے بلند اور نورانی مقام پر سرفراز فرمایا، جہاں کوئی نبی تو کیا حضرت جبریل علیہ السلام بھی داخل نہ ہو سکے، اور صاف الفاظ میں فرما دیا۔

اگر یک سرِ موئے برتر پرم ؛ فروغِ تجلّی بسوزد پرم
(اگر یہاں سے ایک بال برابر بھی آگے قدم بڑھاؤں تو تجلّیٔ الٰہی
میرے بال و پر کو جلا کر خاک کر دے)

شبِ معراج عروج تو از افلاک گذشت ؛ بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی
(یعنی شبِ معراج میں آپ کی پرواز افلاک کی بلندیوں کو بھی پار کر گئی اور آپ
مقام پر پہونچ گئے جہاں کسی نبی کی رسائی نہیں ہو سکی، صلی اللہ علیہ وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا)

اس نورانی زیارت کے بیش بہا انعام

تو یہ ہے عظمت اور تقدس اس مقدس زیارت کی جس پر دنیا بھر کی ساری دولتیں، راحتیں، بادشاہتیں، اور عظمتیں قربان ہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جس قدر مبارک یہ زیارت ہے اسی قدر اس کے ثواب اور انعام بھی بے شمار اور بے حد و بے حساب ہیں۔ سُنئے حضور صلعم اس کے متعلق کیسی بشارت سے سرفراز فرما رہے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ۔
"جو شخص میری زیارت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا"

اللہ اکبر! اس انعام سے بھی بڑھ کر بھلا کوئی انعام ہو سکتا ہے اور اس سعادت سے بھی بڑھ کر کوئی خوش نصیبی ہو سکتی ہے، پھر ایک بار غور فرمائیں کہ جلال و جمال ذو الاکرام پروردگار کہاں اور کسے نصیب ہونے کی خوشخبری ہے ہاں اسی ذات اقدس کا حق تعالیٰ کے بعد جن سے بڑھ کر اور کوئی بزرگ و برتر نہیں ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو آپ کی عظمت اور رتبہ کی بلندی کوئی کیا بیان کر سکتا ہے، الغرض اتنا سمجھ لیں کہ حق تعالیٰ کے بعد اگر کوئی بزرگ ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات پاک ہے اللہ کے مقبول بندے اور اولیائے کرام بھی کیا اسی نورانی اور نبوی پڑوس کے لئے زندگی بھر کوشش اور تمنا نہیں کرتے رہے۔؟

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اسکی شفاعت میرے اوپر واجب ہو گئی"

میدان حشر میں جبکہ نفسی نفسی کا عالم ہوگا کوئی کسی کا نہ ہوگا، نہ باپ بیٹے کا، نہ اولاد ماں کی، نہ بھائی بہن کا، نہ مرد عورت کا، اور جب بڑے بڑے پیغمبر بھی اپنی ہی فکر میں لرزہ براندام ہوں گے۔ وہاں گناہوں سے لبریز امتیوں کو قیامت کے ہولناک عذاب سے اگر کوئی چیز نجات دلا کر رحمت الٰہی کے سایہ تلے لا کھڑی کر سکتی ہوگی تو وہ صرف شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہوگی۔

محشر میں امت عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا
بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا،

شفاعت کی جلیل القدر نبوی نوازش کی قدر تو زیادہ واضح طور پر اسی وقت سمجھ میں آسکتی ہے، جبکہ روز محشر کا ایک تصور ہم اپنے ذہن میں قائم کریں۔ صرف مہینہ یا دو مہینہ یا سال بھر کے لئے نہیں بلکہ پورے پچاس ہزار سال تک چلچلاتی دھوپ میں کھڑا رہنا پڑے گا کہ آفتاب سر کے اوپر سوا نیزے پر ہوگا اور عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ہر ایک شخص اپنے گناہوں کے برابر پسینے میں ڈوبا ہوگا۔ اور بجز حوض کوثر کے اور کہیں پانی نہ ہوگا، اور یہ کس قدر خوبی اور خوشی کی بات ہے کہ حوض کوثر کا مختار بھی حق تعالےٰ نے محشر کے سردار اور مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو بنا دیا ہے، جیسا کہ کلام پاک میں ارشاد ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

(یعنی۔ اے نبیؐ ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا)

آج بھی جب انسان کے لئے چند لمحے کسی ایسی جگہ ٹھہرنا ناقابل برداشت اور تکلیف دہ ہے جہاں تیز دھوپ ہو، زمین سنگلاخ ہو اور سایہ اور پانی کا کہیں نام ونشان نہ ہو تو قیامت کے دن کی ہولناک اور لرزا دینے والی مشکلات کا پوچھنا ہی کیا۔ اس کے تو محض تصور ہی سے ایک گنہ گار امتی اس طرح کیوں نہ پکار اٹھے۔

رہوں میں سایۂ دامانِ پاکِ لطفِ احمدؐ میں ٭ سوا نیزے پہ جس دن یا خدا مہر قیامت ہو

مذکورہ بالا تشریحات سے یہ حقیقت بھی انشاء اللہ واضح ہوگئی ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روضہ کی زیارت کے لئے جو تاکید فرمائی ہے، وہ بھی بیشک امت کے حق میں آپؐ کا ایک عظیم الشان احسان ہی ہے، یہ تو بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ

جب آپ کی رحمت ساری عالم کے لئے عام ہو تو خاص اہل ایمان کے لئے آپ کی محبت اور شفقت اور رافت و رحمت کس قدر زیادہ ہو گی، اور اس حقیقت کا اظہار تو خود حق تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت میں وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے۔

"بیشک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک ایسا رسول آیا ہے کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو انھیں بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے تمہاری بھلائی کے لئے وہ بیتاب ہیں اور اہل ایمان کے لئے بیحد رحم دل اور مہربان ہیں"

تو ایسے سراپا رحمت و نعمت اور ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان و محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ نبوت پر حاضر ہو کر صاحب حیثیت ہونے کے باوجود اپنی محبت اور عقیدتمندی پیش نہ کرنا ظلم اور بے مروتی نہیں ہے تو اور کیا ہے، اور یہ بھی سن لیجئے کہ ایسے بدقسمت امتی کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بے مروت ہی فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

"جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت کے لئے نہ آیا تو اس نے میرے ساتھ بے مروّتی کی"

آہ کون ایسا بدنصیب مسلمان ہوگا کہ باوجود قدرت رکھنے کے اپنے آپ کو بے مروت کہلوائے اور وہ بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے؟ کیا اسلام اور قرآن پاک جیسی عظیم الشان اور بے مثل ... نعمتیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی کے طفیل اور صدقہ میں ایمانداروں کو نصیب نہیں ہوئیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے حق میں ایماندار امتیوں کی نشانی اور کیا ہونی چاہیئے، اس کو بھی حق تعالٰے نے
کلام پاک میں ان موثر الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ

نبی کے ساتھ اہل ایمان کا تعلق ان کی جانوں سے بھی زیادہ
قریب کا ہے، اور خود حضورؐ نے بھی اس سب سے قریب ترین رشتہ
کی ان الفاظ میں تشریح فرمادی ہے۔

" تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا
جب تک کہ میں اسکے نزدیک اس کے باپ اور بیٹے اور ساری
مخلوق سے یہانتک کہ اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب نہ ہو جاؤں "

اس حقیقت کی مزید وضاحت کلام پاک کی ایک دوسری آیت میں اس انداز
میں پائی جاتی ہے۔

" اے پیغمبر آپ ان سے کہدیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے
تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہارا وہ مال جو تم نے
کمایا ہے، تمہارا وہ روزگار جس میں تمہیں کساد بازاری کا اندیشہ ہو
اور تمہاری وہ کوٹھیاں جو تمہیں پسند ہیں، یہ ساری چیزیں تمہیں
اللہ سے اور اسکے رسول سے اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ
پیاری اور عزیز ہوں تو پھر ہماری کسی سزا کے حکم کا انتظار کرو
کیونکہ اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا "

اللہ اکبر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اہل اُمت کی محبت کی حقیقت کا عالم
یہ ہے، وہاں کتنی مرتبہ روضۂ اقدس کی زیارتیں ہوتی جائیں، اور کیوں اس زیارت کو صرف حج ہی کے
ساتھ متعلق کردیا جائے کہ حج زندگی میں ایک بار فرض ہے جب وہ ادا کرنے جائیں گے
تو ساتھ ہی مدینہ منورہ کی زیارت سے بھی مشرف ہو جائیں گے۔

یوں تو خیال بھی بہت مبارک ہے، کیونکہ حج فرض ہونے کی حیثیت سے تو پہلی ہی
ادا کرلینا چاہیئے اور فریضہ کی ادائگی کے ذریعہ گناہوں سے پاک وصاف ہوکر روضہ
اقدس کی زیارت کے لئے دربار رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونیکی
برکتیں اور فضیلتیں مذکورہ بالا احادیث میں گزر چکی ہیں، لیکن رب العالمین جل شانہٗ
کے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیحد و بے حساب احسانات کو دیکھتے ہوئے کیا یہ مناسب
نہیں معلوم ہوتا کہ دربار الٰہی اور دربار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضریاں ایک بار نہیں متعدد
بار ہوتی رہیں، خصوصاً جبکہ ان مبارک حاضریوں میں اپنے ہی بے شمار دنیوی و اُخروی فوائد سمائے
ہوئے ہیں۔ اور حقیقی محبت کا بھی کیا یہ تقاضا نہیں کہ اگر حق جل شانہٗ نے اپنے لئے ممکن اور آسان
کردیا ہو تو محبوب کی زیارت بار بار ہوتی رہے، اتنا تو سوچئے کہ اگر کسی رشتہ دار
یا دوست یا مرشد یا مربی کی محبت اور عقیدت کا آپ دعوی کرتے ہیں تو سال بھر میں اُن سے
ایک ہی بار ملاقات کرکے آپ قناعت کریں گے یا عید ملنے کے بہانے سال میں ایک
مرتبہ مل کر ایسا سمجھیں گے کہ محبت اور دوستی کا حق ادا ہوگیا۔ یا پھر ملاقات کے لئے آپ
پُرشوق اور بے چینی کی حالت یہ ہونی چاہیئے کہ

رات دن میں ... اور ہو پہلوئے دوست ؛ دوست دیکھے تو دل میں رہے دوست

بیٹھ کر دن رات ہم پہلوئے دوست ⁂ جذب سب کر لوں میں رنگ و بوئے دوست

البتہ ایسے قریبی رشتہ دار کے لئے آپ ضرور وقت نکال کر بغیر کسی تکلیف یا دشواری کا خیال کرتے ہوئے اس سے بار بار ملتے رہیں گے، تو پھر وہ جو دونوں جہان کے محبوبوں کے محبوب ہوں اور حق تعالیٰ کے حبیب ہوں، تو کیا یہ پسندیدہ اور مرغوب نہیں کہ حضورؐ کی زیارت کے لئے بار ہا سفر اختیار کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کی غرض سے خدمتِ اقدس میں حاضری دی جائے؟ کیا دربارِ الٰہی اور دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک امتی کا یہ ذوق و شوق زیادہ مقبول اور پسندیدہ نہیں شمار کیا جائے گا؟ عقل اور انسانیت ہی کا یہ تقاضا نہیں بلکہ حق جل شانہٗ کے دربار میں یہ فعل کس قدر پسندیدہ ہے، وہ کلام پاک کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

"اور ان لوگوں نے جب اپنی جانوں پر ظلم کیا اس وقت اگر تمہارے
پاس حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے اور رسول بھی
ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بے شک
نہایت ہی توبہ قبول کرنیوالا اور بے حد مہربان پاتے"

گنہ گاروں کو گویا حکم مل رہا ہے کہ اپنے پروردگار سے معافی چاہیں لیکن محض اپنے گھر بیٹھے بٹھائے نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اور آپ سے بھی اپنے حق میں مغفرت کی دعائیں کرائیں، شاید کسی کو یہ خیال گذرے کہ اس آیت کریمہ کا تعلق اس نبوی دورِ حیات کے لوگوں کے ساتھ ہے جب آپؐ اس دنیا میں رونق افروز تھے، یہ نہیں بلکہ آج بھی اگر کوئی انسان خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مذکورہ بالا ارشاد

ربانی پر عمل کرنا چاہے تو اسکے لئے آج بھی اسی سعادت اور فضیلت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ حقیقت حضورؐ کی دنیوی زندگی ہی سے تعلق نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے، کیونکہ آپ حیات النبیؐ ہیں۔ قبر شریف میں آپؐ ایسی لطیف اور نور سے بھری ہوئی زندگی بسر کر رہے ہیں جو عقل انسانی اور تصور سے بالاتر ہے۔

زائرین کو آپؐ پہچانتے ہیں، ان کے سلام و کلام کو سنتے ہیں اور سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں۔ اور ان کے لئے دعائے مغفرت بھی فرماتے ہیں، اس کے ثبوت میں متعدد تاریخی واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن یہاں صرف ایک دو مشہور واقعات ہی نقل کئے جاتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی مشہور شہرۂ آفاق کتاب میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے محمد بن حرب ہلالی کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ:

"میں قبر شریف کی زیارت کے بعد ذرا بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ایک اعرابی بھی زیارت کے لئے آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں یہ بھی فرمایا ہے، وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا[1] الخ۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، حق تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور پروردگار کے حضور میں شفاعت کی آپ سے درخواست کرتا ہوں"

---

[1] اس پوری آیت کا ترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔

اتنا کہہ کر وہ اعرابی خوب رویا اور یہ شعر پڑھا۔

نَفْسِی الفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ❊ فِیْہِ العَفَافُ وَفِیْہِ الجُوْدُ وَالکَرَمُ

"میری جان قربان ہو اس پر کہ جس میں آپؐ آرام فرما ہیں، اس میں پاکیزگی ہے اور لطف و کرم ہے"۔

محمد بن حرب کہتے ہیں کہ اعرابی تو وہاں سے چلا گیا اور مجھے نیند آگئی، خواب میں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اس اعرابی کے پاس جا کر بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف فرما دئے۔

اسی طرح حافظ ابو عبد اللہ اپنی کتاب مصباح الظلام میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی وفات کے تیسرے دن ایک اعرابی آپؐ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور قبر شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالتے ہوئے عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! جو کچھ اللہ سے آپؐ نے سُنا وہ ہم لوگوں نے آپ سے سُنا اور جو کچھ آپ نے اللہ کے پاس سے اخذ کیا وہ ہم نے آپ کے پاس سے سیکھا، اور جو آیتیں آپ پر نازل ہوئیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا الخ تو یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، لہٰذا آپ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے۔ اتنا عرض کرنا تھا کہ قبر اطہر سے آواز آئی۔

قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یعنی اللہ نے تجھے بخش دیا۔

دربارِ رسالت مآب میں کسی امتی کا خاص طور پر آپؐ کی زیارت کے لئے حاضر ہونا کس قدر مرغوب ہے، وہ ذیل کی حدیث سے ظاہر ہے:۔

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری زیارت
کے لئے آئیگا اور بجز میری زیارت کے اس کی دوسری غرض نہ
ہوگی تو اس کا حق تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ میں اسکی شفاعت کروں"

علاوہ ازیں اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف صالحین بھی روضۂ انور کی مقدس زیارت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ اور بار ہا صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے لئے خدمت اقدس میں دور دور سے حاضر ہوتے تھے۔ اور بزرگوں کو تو مدینہ منورہ سے ایک لمحہ بھر کی جدائی بھی شاق گذرتی تھی، مثال کے طور پر امام دارالہجرت حضرت مالک بن انس رضؓ کے متعلق تو مشہور ہی ہے کہ آپ حج کے لئے بھی مدینہ منورہ سے باہر نہ نکلتے تھے کہ مبادا مدینہ طیبہ سے باہر کہیں موت نہ آجائے، ساری زندگی میں صرف ایک بار فریضۂ حج ادا کیا اسکے سوا عمر بھر مدینہ منورہ ہی میں رہے اور وہیں وفات پائی، سچ فرمایا ہے کسی بزرگ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اگر آسمان پر بھی ہوتا تو مومنین وہاں پہونچنے کی بھی خواہش کرتے اور سچے عاشقوں کا تو یہی حال ہے کہ:-

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری :: گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوئے
قابل تھے نا نہ کے ہمیں جنت ہوئی نصیب :: اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

حضور ؐ کا صریح ارشاد ہے

"میری امت میں سے جو شخص بھی صاحب حیثیت ہونے کے
باوجود میری زیارت نہ کرے گا تو اسکے لئے کوئی بہانہ نہیں"

آقائے نامدار کی اس سخت تنبیہ کے بعد بھی اگر کوئی امتی عذر تلاش کرتا پھرے تو اس

جیسا بدنصیب اور کون ہو سکتا ہے، دنیا بھر کے عیش و آرام اور رنگ رلیاں اور دو و ثروت خواہ کسی کو حاصل ہو، لیکن دنیا میں رہ کر زیارت اقدس کی دولت جو حاصل نہ کر سکا تو اسکے سوا اور کیا کہا جائے کہ

نہ دیکھا روضۂ اقدس کو جا کے ؛؛ تو اسنے کیا کیا دنیا میں آ کے

سچی بات تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیں عشق و محبت کے دعوے کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر وہ سارے فقط دعوے کی حد ہی تک ہیں۔ اسلام کے ایک مایۂ ناز عاشقِ رسول حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو محبوب کو دوسری ساری چیزوں پر ترجیح دیتا ہے، یہی ہے مفہوم محبت کا۔ ورنہ وہ محبت محبت ہی نہیں محض محبت کا دعوٰے ہو، بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی سب سے شاندار علامت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی میں پیروی کیجائے، آپکے احکام کی تعمیل کی جائے، آپکے بتلائے طریقے کے مطابق زندگی بسر کی جائے، آپ کے اقوال و افعال کی اطاعت کی جائے، اور آپ کے احکام کی بجا آوری کا خیال رکھا جائے، اور آپ کی نافرمانی سے پرہیز کیا جائے اب آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والے کتنے ایسے ہیں جو محبت کے اس صاف اور سیدھے معیار پر اتر سکیں۔ کتنے ایسے ہیں جو زندگی کے تمام شعبوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت حقہ کی پیروی کرتے ہیں، کتنے ایسے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اللہ کی آخری کتاب قرآن پاک سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہیں، کتنے ایسے ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی کچھ بھی خبر ہو، پھر کتنے

ایسے ہیں جو گفتار و کردار میں، وضع قطع میں اور چال ڈھال میں غیر اسلامی طریق کو محمدی ؐ طریقہ کے خلاف اختیار کئے ہوئے ہیں، آئیے اب شاعر ملت ڈاکٹر اقبال مرحوم کے الفاظ میں دریافت کریں۔

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار ؐ :. مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار :. ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار

ان سوالات کا جواب بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں :. کچھ بھی پیغام محمد صلعم کا تجھے پاس نہیں

محبوب کی محبت اور خوشنودی اس کی مرضی کے مطابق چلنے میں ہے، اور اسکی مرضی کے خلاف عمل کرنے میں اس کی دلآزاری اور ناراضگی ہے، لہذا اب جبکہ حق تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ؐ کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقع عطا فرما رہا ہے تو اسے غنیمت سمجھ کر آنحضرت ؐ کے کم از کم ظاہری قرب کا لحاظ کرتے ہوئے ابھی سے اپنے اندر آپ ؐ کے فرمانبردار اور وفادار اُمتی کی شان پیدا کرنے کی کوشش کریں، آج ہی سے آپ ؐ کی اتباع سنت کا عزم کرلیں اور اس مبارک سفر کو اللہ اور اللہ کے رسول ؐ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کا موجب بنائیں۔ اور خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی ہونا چاہیئے کیوں کہ مدینہ منورہ سے کوئی عظیم الشان تحفہ اگر آپ لا سکتے ہیں تو وہ اتباع سنت اور عشق رسول ؐ ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد ؐ سے اجالا کردے

روانگی

اس مبارک سفر کی سب سے عمدہ عبادت درود شریف ہے، جس کے فیوض و برکات خصوصًا زیارت نبوی ؐ کے اس سفر میں روز روشن کی طرح ظاہر ہیں، لھذا نمازوں اور ضروریات زندگی سے جس قدر وقت بچے وہ درود شریف میں صرف کیا جائے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی ہے کہ مدینہ منورہ جانیوالوں کے درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتی رہے، یہ فرشتے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں کہ فلاں اُمتی جو آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے اُسنے درود و سلام کا یہ تحفہ خدمت اقدس میں پیش کیا ہے۔

سبحان اللہ! کیا سعادتِ عظمیٰ ہے کہ پہونچنے سے پہلے ہی کسی امتی کا نام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش ہو جائے، اور گنہ گار اُمتی بزبان حال اِس انداز میں گنگنانے لگے کہ

بے مایہ سہی لیکن شاید نہ بلا بھیجیں ⁂ بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

مکہ معظمہ سے جدہ ہوکر مدینہ منورہ جایا جاتا ہے، اور اس سفر کی مسافت تقریبًا پونے تین سو میل ہے، جو آجکل پختہ سڑک بن جانے کی وجہ سے بذریعہ موٹر سفر کرتے ہوئے دس بارہ گھنٹے میں طے ہو سکتی ہے۔

اب جو نئے قسم کے موٹر بس آئے ہیں، وہ بہت عمدہ اور آرام دہ ہیں، انمیں

۲۵، ۳۵، ۴۵ اور ۵۴ نشستوں والے بس ہیں، کرایہ آمد و رفت فی کس ۱۰۱ ریال ہیں (یعنی ۱۱ ریال مکہ سے جدہ اور ۹۰ ریال جدہ سے مدینہ منورہ کا) پانچ سواریوں والے چھوٹے موٹر اور سات سواریوں والے موٹر وان (ٹیکسی) بھی عمدہ قسم کے موجود ہیں، کرایہ ان کا ۲۰۲ ریال فی کس ہے (۲۲ مکہ سے جدہ اور ۱۸۰ جدہ سے مدینہ منورہ) ہوائی جہاز کے ذریعہ بھی مدینہ منورہ سوا گھنٹے میں پہنچ سکتے ہیں کرایہ آمد و رفت ۱۸۰ ریال ہے لوگ کثرت سے ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہیں۔

پہلے حجاج کے لئے بدر شریف کی زیارت ممکن نہ تھی کیوں کہ مدینہ منورہ سے اس مبارک مقام تک مسافت بہت صبر آزما تھی اور راستہ بھی بہت کٹھن تھا، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ پچھلے سال سے وہاں کا راستہ کھل گیا ہے اور حجاج کرام مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے تو راستہ میں بدر شریف بھی انھیں ٹھہرنا ہوگا، جہاں وہ اطمینان سے رات گذار کر اس مبارک اور نورانی مقام کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو سکتے ہیں بدر شریف سے باہر نکلتے ہوئے راستہ ہی میں حضرت ابوذر غفاریؓ کا مزار بھی ایک پہاڑی کے دامن عالم تنہائی میں ٹھیک اسی نبوی بشارت کے مطابق دیکھنے والے آج بھی دیکھ سکتے ہیں، جبکہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضؓ کے متعلق یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو گے اور میدان حشر میں تنہا اٹھائے جاؤ گے۔

وہاں سے تھوڑی دور سڑک کے بائیں جانب حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ آرام

فرماہیں جو بدر کے شہداء میں سب سے پہلے شہید ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق وہیں سپرد خاک کر دیئے گئے، جہاں شہید ہوئے مذکورہ دونوں مزار جس مقام میں واقع ہیں، اسے واسطہ کہتے ہیں۔

بدر شریف:- مدینہ منورہ کے دکھن پچھم طرف تقریباً ۸۰ میل کے فاصلہ پر بدر کا مبارک میدان ہے، یہ وہ تاریخی یادگار ہے جہاں اسلام کی سب سے پہلی جنگ ہوئی تھی۔ اس غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ۳۱۲ مجاہدین تھے، اور مقابلہ میں کفار ایک ہزار کی تعداد میں تھے، اللہ کی شان ہے کہ مسلمانوں کو اس میں شاندار فتح نصیب ہوئی اور کافروں کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی، اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فوج ظفر موج میں صرف ۱۴ مجاہدین شہید ہوئے اور دشمنوں کے لشکر میں سے ۷۰ نفر گرفتار ہوئے اور متعدد بڑے بڑے سردار موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے جن میں مسلمانوں کا سب سے سخت دشمن ابوجہل بھی شامل تھا۔ یہ جہاد ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی سترہویں کی صبح کو ہوا۔ بدر کے مقدس شہداء کے مزار بھی ایک خاص احاطہ میں آج تک موجود اور محفوظ ہیں۔

امسال یہ خوشخبری موصول ہوئی ہے کہ بدر شریف کا جو نیا موٹر کا راستہ بنا ہے وہ بدر شریف سے ہوتا ہوا جاتا ہے، لہذا اب حجاج کرام کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شہدائے بدر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مقدس زیارت سے مشرف ہوتے جائیں پہلے یہ ممکن نہ تھا۔

جدّہ سے مدینہ منوّرہ تک راستہ میں یہ منزلیں آتی ہیں:-

وجیان، طول، رابغ، بدر شریف، مسیجد، بیر علی، ان میں رابغ، بدر اور مسیجد بڑی منزلیں ہیں، طویل اور رابغ میں تازہ مچھلیاں ملتی ہیں، اور یوں تو ہر منزل پر گوشت مچھلی، انڈے روٹی، چائے، تربوزہ وغیرہ بھی کھانے پینے کی اشیاء مل جاتی ہیں، باوجود اس کے مختصر طور پر اپنے ساتھ بھی کھانے کی کچھ چیزیں یا ڈبوں میں بند کئے ہوئے بسکٹ وغیرہ ہوں تو اور بہتر ہے، منجملہ اور ضروریات کے احرام بھی ضرور ساتھ لے لیں، کیونکہ مکہ معظمہ اگر واپس لوٹنا ہے تو احرام کی ضرورت پڑتی ہے، جو لوگ صاحب حیثیت ہوں، منزلوں پر نیز مدینہ منورہ میں خیرات کے لئے کچھ رقم ساتھ لے لیں۔

یہ طویل پر صبح کے نکلے ہوئے قافلے عموماً ظہر تک پہنچ جاتے ہیں، نماز ظہر اور کھانے سے فراغت پاکر تھوڑے سے آرام کے بعد آگے بڑھتے ہیں، منزلوں پر غربا اور مساکین بھی ہوتے ہیں، بہتر طریقہ یہ ہے کہ انھیں ایک جگہ بٹھا کر جو کچھ دینا ہو وہ ایک سرے سے تقسیم کرتے چلیں۔

منزلوں کے قریب یہ مساکین موٹروں کے دائیں بائیں دوڑتے ہیں، اور حجاج ان کی طرف قروش، ریال اپنی اپنی حیثیت کے مطابق چلتے موٹر میں سے ڈالتے ہیں اور اس طرح ایک لطف محسوس کرتے ہیں، اور فقراء ہیں کہ ان کے اڑائے ہوئے سکوں کو خوب نگاہ میں رکھ کر ریت میں سے نکال لیتے ہیں۔

رابغ پر اکثر رات کا قیام ہوتا ہے، اب چونکہ بدر شریف راہ میں پڑتا ہے اس لئے رات اسی مبارک مقام پر گذارنا زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

بیرعروہ سے ذرا پہلے بیرعلی ہے، جو مدینہ منورہ کی آخری منزل ہے، جسے ذوالحلیفہ کہتے ہیں یہ مدینہ منورہ سے مکہ جانے والوں کے لئے میقات ہے، جہاں سے احرام باندھا ہوتا ہے، اور اسی مقام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا اکثر حجاج بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع کے شوق میں یہیں سے احرام باندھا کرتے ہیں، اگر کسی عذر کی وجہ سے احرام میں داخل ہو سکے تو آگے چل کر رابغ پر باندھ سکتا ہے، جو جحفہ کی محاذ میں ہے۔ اور جحفہ اہل مصر اور اہل بدر کی میقات ہے،

جمالِ گنبدِ خضراء:۔ بیرعلی سے مدینہ منورہ تقریبًا بیس میل رہ جاتا ہے تاہم یہیں سے گنبد خضرا نظر آنا شروع ہو جاتا ہے، حالانکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کے اس گنبد کے اطراف میں اس سے زیادہ بلند اونچی عمارتیں ہیں، لیکن حیات النبیؐ کا یہ بھی ایک زندۂ جاوید معجزہ ہے کہ جس سمت سے بھی آپ دیکھیں گنبدِ خضرا سب سے بلند اور اونچا نظر آئے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ اور موزوں تھا مجلس میں طول طویل قد کے اصحاب موجود ہوتے، مگر آپ کا قد مبارک اعجاز پیغمبری کی بنا پر سب سے اونچا نظر آتا، اب یہی معجزہ گنبد خضرا کی بلندی میں نظر آتا ہے کہ بلند ترین عمارتیں بھی فرط ادب سے نیچی نظر آتی ہیں، تو اب مدتوں کی آرزو اور تمنائیں آج بر آ رہی ہیں۔

؎ اللہ اللہ سامنے آنکھوں کے ہے آنکھوں کا نور ؛ گنبد خضرا جہاں آرام فرما ہیں حضورؐ
ہوش گم ہے عقل گم ہے بیخودی ہے کیف ہے ؛ ایک جلوہ نے نظر میں بھر دئے لاکھوں سرور

اسکے جلوؤں کی فراوانی کا عالم کچھ نہ پوچھ :: کوند تی ہو جس پہ آنکھوں پھر آ کر برق طور
آنکھ ڈالو یہ محل ہے عرش کے مہمان کا :: کیوں نہ اسکے سامنے شرمائیں جنت کے قصور

اس ایمان پرور نظارہ سے عشاق کا عجیب حال ہوتا ہے، گنبد مبارک پر نظر پڑتے ہی ان پر ایک رقت اور کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اور بے ساختہ صلوٰۃ وسلام ان کی زبان پر اشک افشانی کے ساتھ ہی ساتھ جاری ہو جاتے ہیں. وہ لوگ گویا مصداق بنے ہوئے نظر آتے ہیں مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے ان اشعار کے جو اسی مبارک مقام پر ان کے ذہن اور زبان سے ایک عاشقانہ انداز میں ادا ہوئے تھے.

کلفتِ قطع منازل ہوئی کافور ہی آج :: ہیں مدینہ سے جو نزدیک تو سب دور ہیں آج
آرزو ہائے دو عالم تھیں اور اک دل کل تک :: فقط اک تیری تمنا سے وہ معمور ہے آج
سنگِ در تک تو بہر کیف رسائی بخشی :: دیکھیں کیا کیا مرے سرکار کو منظور ہے آج

باب عنبریہ مدینۃ الرسول میں داخلہ کا بڑا دروازہ ہے، اللہ کے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے مدینہ میں اب آپ داخل ہو رہے ہیں.

اب دروازہ نکال دیا گیا ہے صرف چوکی باقی ہے، سچ ہے ؎

مُعَطّر کئے دیتی ہے جان و دل کو :: ہوائے خوش و مشکبار مدینہ
خوشا زندگانی کوئے محمدؐ :: شبہ دو جہاں شہریار مدینہ

اس بڑے دروازہ پر آپ کے پاسپورٹ دیکھے جاتے ہیں اور مکہ معظمہ کے معلّم کی پیشگی اطلاع کی بنا پر مدینہ منورہ کے آپ کے مزور بھی یہیں آپ کے استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں، لہذا پاسپورٹ بھی موجود رکھیں اور مزور کا نام یاد رکھیں.

یہاں پر تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرایا جاتا ہے اور پاسپورٹ کی جانچ پڑتال کے بعد آپ کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے۔

باب عنبریہ کے قریب ہی مدینہ منورہ کا قدیم حجاز ریلوے اسٹیشن ہے جہاں سے ترکوں کے زمانے میں لوگ شام اور عراق وغیرہ دیگر اسلامی مقامات تک آیا جایا کرتے تھے۔

ابتک اس زمانہ کی پٹری اور ریل کے ڈبے بھی موجود ہیں لیکن افسوس کہ جس زمانہ سے یہ ریلوے لائن بند پڑی ہوئی ہے، ابتک وہ جاری نہیں کی جاسکی ہے، بہرحال اسے دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اب

ذرا آگے بڑھیں تو داہنی طرف کی گلی میں مسجد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نظر آئے گی۔

اس کے آگے سیدھے چلے جائیں تو بازار کے چوراہے پر یہ مسجد غمامہ دکھائی دے رہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نمازیں اسی جگہ ادا فرمایا کرتے تھے۔

وہیں قریب میں مسجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہے، اور اسی کے سامنے مسجد نبوی کی طرف جانے کا راستہ پڑتا ہے، مسجد علیؓ کے بائیں طرف مدینہ شریف کا دوسرا دروازہ ہے جسے باب مصری کہتے ہیں، یہاں سے ایک بڑا بازار شروع ہوتا ہے جس میں سونا چاندی سے لیکر تسبیح وغیرہ اشیاء ملتی ہیں۔

ذرا آگے بڑھ کر شارع عینیہ میں داخل ہوں تو بالکل سامنے مسجد نبوی کا باب السلام والا حصہ نظر آتا ہے، یہاں نماز فجر اور عصر کے بعد غریب بر قعہ پوش عرب

عورتیں انڈے، مرغیاں وغیرہ فروخت کرنے آتی ہیں.

مسجدِ نبوی ؐ

مسجد نبوی ؐ کے پانچ قدیم دروازے تھے، جو خاص طور سے تاریخی عظمت و اہمیت رکھتے ہیں (۱) باب جبرئیل ۲- باب النساء ۳- باب مجیدی ۴- باب الرحمۃ ۵- باب السّلام، مکہ میں مسجد الحرام کے اندر تو باب السلام سے داخل ہونا افضل ہے لیکن زیارت اقدس کے لیے مسجد نبوی ؐ میں باب جبرئیل ہی سے داخل ہونا بہتر ہے.

نئی سعودی توسیع میں سب ملا کر دس بنا دیے گئے ہیں۔ (۱) باب السّلام (۲) باب ابو بکر رضؓ (۳) باب الرحمۃ (۴) باب سعود (۵) باب عمرؓ (۶) باب مجیدی (۷) باب عثمان رضؓ (۸) باب عبدالعزیز (۹) باب النساء (۱۰) باب جبرئیل.

پہلے پانچ منارہ تھے، اب ان چار دروازوں پر چار منارے بنائے گئے ہیں.

۱- باب جبرئیل ۲- باب السّلام ۳- باب عمر رضؓ ۴- باب عثمان رضؓ ہر منارہ کی بلندی اسّی گز ہے.

سب سے زیادہ وسعت تقریباً ۳۵ گز جتنی مسجد کے شمالی سمت میں کی گئی ہے، شرقی جانب صرف دو گز اور غربی سمت میں تین گز.

توسیع کے بعد پوری مسجد کا رقبہ ۱۶۳۲۷ مربع میٹر ہو گیا ہے، اس سے پہلے

۳۰۳۰۱ مربع میٹر تھا، نئی توسیع میں ستونوں کی تعداد یہ ہے۔ دیواروں سے لگے ہوئے مربع ستون ۲۴۴، نئے گول ستون ۲۳۲، مسجد کی کمانیں ۶۸۹، کنکری والے صحن دو، کھڑکیاں ۴۴، مسجد کی بنیاد ۶ گز گہری لیکن میناروں کی بنیاد ۲۲ گز ہے۔

خدمت اقدس میں حاضر ہونے سے پہلے مستحب ہے کہ کچھ صدقہ و خیرات کردیں اور اس کا ثواب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو پہونچائیں، داخل ہوتے وقت داہنا پیر پہلے رکھیں، اور یہ دعا پڑھتے ہوئے داخل ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ ط
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ۔

اے اللہ درود و رحمت نازل فرما ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب پر، اے اللہ بخش دے میرے گناہوں کو اور کھول دے میرے لئے رحمت کے دروازے۔ اے نبی! اللہ تعالےٰ کا سلام اور اسکی رحمت و برکت ہو آپ پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔

جس کو یہ دعا یاد نہ رہ سکے، تو داخل ہوتے وقت اتنا کہہ دینا کافی ہے۔

اَعُوْذُ بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

جب داخل ہوں تو نہایت تواضع وانکساری کے ساتھ اور سب سے زیادہ، اس جلال وجبروت والے اللہ عظیم الشان دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری عظمت و ہیبت سے دل کو لبریز کئے ہوئے۔ اس عالیشان دربار میں اس امر کا خاص لحاظ و اہتمام رہے کہ کوئی بیہودہ یا خلاف ادب حرکت نہ ہونے پائے، سچ کہا ہے کسی نے

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

اللہ کے دربار میں بھلے دیوانہ بنیں۔ مجنوں کی طرح اس کے مقدس گھر کا طواف کریں، کبھی ملتزم کو چمٹیں اور کبھی حجر اسود کو بوسہ دیں کبھی غلاف کعبہ کو لپٹیں اور کبھی کعبہ کی چوکھٹ کو چومیں، لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایسی حرکت کوئی نہ کریں اور خبردار رہیں کیونکہ جب دربار الٰہی کی پہلی شرط اس طرح مجنون بننے کی ہے ؂

شرط اول قدم آن ست کہ مجنوں باشی

تو پیغمبری دربار کے لئے اس کا ضرور خیال رکھیں کہ ؂

خموش اے دل درِ اقدس پہ چلانا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

عشق محمدیؐ کے کتنے ہی سچے شیدائی تو اس مقدس دربار کے جلال و جمال سے بیتابانہ بیخود ہو جاتے ہیں، ان کی روحانی بصیرت کیسے کیسے نورانی جلووں کا مشاہدہ کرلیتی کہ ان کے ہر بُن مو سے عشق و محبت کا دریا موجزن ہوتا ہے، ان کے قدم اس کوچۂ عشق میں لڑکھڑانے لگتے ہیں، اور تڑپتے دھڑکتے ہوئے دل سے گویا یہ کہتے ہیں۔

حریم حبیب خدا اور ہم ہوں
تصور سے بھی اسکے تھرا رہے ہیں
اور اس بے تابی و بے خودی کی حالت میں ثابت قدم رہنے کے لئے
گویا وہ اس طرح ہمت طلب کرتے ہیں۔

ہاتھ سے میرے چلا دامانِ ضبط اے جلوہ گر
کچھ تو ہمت دے مرے دل کے سنبھلنے کیلئے

اس طرح باب جبریل سے داخل ہو کر قبر مبارک کی پشت سے ہوتے ہوئے روضۂ جنت میں آئیں، "روضۂ جنت" مسجد کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو قبر شریف اور منبر کے درمیان ہے۔ روضہ کے معنی عربی میں باغ کے ہیں، اس حصّہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ:۔ میرے گھر اور منبر کے درمیان جو زمین ہے، وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

محراب نبوی بھی اسی روضۂ جنت کے اندر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی محراب میں امامت فرمایا کرتے تھے، آپ بھی اس محراب کے سامنے آکر دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھیں، پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا بہتر ہے، اگر ہجوم کی وجہ سے محراب نبوی میں جس کو مصلّی نبوی کہتے ہیں، جگہ نہ مل سکے تو اسکے قریب جہاں جگہ ملے وہاں پڑھ لیں، اگر محراب کے قریب بھی جگہ

نہ ملے تو روضۂ جنت میں جہاں کہیں بھی جگہ ہو کھڑے ہو کر تحیۃ المسجد ادا کرلیں، لیکن ہرگز کسی کو اذیت نہ پہونچائیں نہ کسی کے ساتھ اس دربار میں جھگڑا کریں، نماز ختم کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں، اور صمیم قلب سے اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس مبارک آستانے پر حاضری نصیب ہوئی، اور اس مقدس دربار کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھنے کی نیک توفیق طلب کریں۔ مسجد میں داخل ہونے پر اگر نماز کا کوئی مکروہ وقت ہے تو تحیۃ المسجد نہ پڑھیں، اور اگر ایسے وقت داخل ہوں کہ جماعت تیار ہے تو جماعت میں شامل ہو جائیں، اور اگر جماعت میں اتنی دیر ہے کہ صرف سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں تو تحیۃ المسجد نہ پڑھیں سنتیں ادا کرلیں، کیوں کہ ایسی حالت میں تحیۃ المسجد بھی اسی ضمن میں ادا ہو جائے گی۔ نماز اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد نہایت تواضع اور عجز کے ساتھ قبلہ کی طرف سے ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی غرض سے قبر شریف کے سامنے آئیں اور اس طرح باادب کھڑے ہوں کہ آپ کی پشت قبلہ کی طرف ہو اور رُخ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف رہے، اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں جلیل القدر خلفا، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی روضہ میں اپنی اپنی مبارک قبروں میں آرام فرما ہیں۔

اس روضۂ مبارک کے اردگرد ایک جالی ہے، اس کے باہر زائرین کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں، لہٰذا اس جالی میں نشان کے طور پر تین گول دائرے بنائے گئے ہیں جن کا ہر ایک دائرہ متبرک مبارک مزارات میں استراحت فرمانے والوں کے روئے منور

کے سامنے ہے۔

درود و سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مزار کے سامنے جو دائرہ بنایا گیا ہے وہ ادباً مواجہ شریف کہلاتا ہے۔

اب آپ سب سے پہلے اسی مواجہ شریف کے سامنے آکر اس طرح کھڑے ہوں کہ قبلہ کی طرف پشت کر کے ذرا بائیں طرف مائل ہو جائیں، تاکہ روئے انور مقابلہ ہو جائے اور ادھر ادھر نہ دیکھیں، نیچی نظریں رکھیں اور کوئی حرکت خلاف ادب نہ کریں زیادہ قریب نہ کھڑے رہیں اور نہ جالی کو ہاتھ لگائیں نہ بوسہ دیں، نہ جھکیں، نہ سجدہ کریں، یہ سب باتیں گناہ کی ہیں۔ اور ان میں سخت بے ادبی و گستاخی ہے، بس اس بات کا خیال رہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرۂ مبارک کئے ہوئے آرام فرما ہیں اور صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں، لہذا عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام عرض کریں، زیادہ زور سے نہ چیخیں اور ذرا بھی بے ادبی و بے پروائی نہ کریں، مثلاً کسی کو دھکا دیدینا شور و غل مچانا اور بے ادبی و بے خیالی سے صلوٰۃ و سلام عرض کرنا عورتوں کا مردوں کے ہجوم میں آنا، ان تمام امور سے سخت احتراز و پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ یہ سب کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے موجب ہیں۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رحمۃ للعالمینی کے سبب بالغرض ان گستاخیوں کو درگذر فرما بھی دیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کی شان میں ذرہ برابر بھی بے ادبی برداشت نہیں کرسکتا ان تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے اس طرح سلام عرض کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ الطَّاھِرِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَزْوَاجِکَ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ، وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرًا جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ مَاجَزَا بِہٖ نَبِیًّا مِنْ اُمَّتِہٖ، اَللّٰھُمَّ اٰتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود وسلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کے رسولؐ، درود وسلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبیؐ، درود وسلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب، درود وسلام ہو آپ پر اے اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ بہتر

محبوب سلام ہو آپ پر اور آپ کے پاک اہل بیت پر، سلام ہو آپ کی آل اور ازواج مطہرات مومنوں کی ماؤں پر، سلام ہو آپ پر اور آپ کے تمام اصحاب کرام پر اور سارے پیغمبروں پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے اور کوئی پوجنے کے قابل نہیں، وہ یکتا اور یگانہ ہے، اور اس کا کوئی شریک اور ساتھی نہیں، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اے اللہ کے رسولؐ اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے پیغام کو دنیا والوں کے کانوں تک پہونچا دیا ہے اور رسالت کی امانت کو مکمل طور پر ادا فرما دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اس کا بہترین اجر عطا فرمائے اور جو بدلہ دوسری امتوں کی جانب سے ان کے نبیوں کو عطا فرمایا جائے اس سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ بدلہ آپ کو ہماری طرف سے عطا فرمائے۔ اے اللہ عطا فرما آپ کو (جنت کا افضل ترین درجہ) فضیلت و بلند مرتبہ اور مقام محمود (جنت کا سب سے اعلیٰ مقام) جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے بے شک تو ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا"

اسی طرح سلام عرض کر دینے کے بعد اگر آپ کے کسی دوست برادر نے حضورؐ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے کہا تو شوق سے ان کی طرف سے بھی حسب ذیل طریقہ پر سلام عرض کر دینا چاہیئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ[1] بْنِ فُلَانٍ
يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ

---

[1] اس مقام پر جس آدمی نے سلام پہونچانے کے لئے کہا ہو اس کا نام لیا جائے۔

ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض ہے فلاں بن فلاں کی طرف سے جو آپ کی شفاعت کا طلب گار ہے، آپ کے رب کے نزدیک۔

فلاں بن فلاں کی جگہ اس شخص کا اور اسکے باپ کا نام لیں، اور اگر متعدد لوگوں نے سلام عرض کرنے کے لئے کہا ہو اور ان سب کے نام یاد نہ ہوں تو ان سب کی جانب سے مجموعی طور پر اس طرح سلام عرض کر دیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَنْ اَوْصَانِیْ بِالسَّلَامِ عَلَیْکَ

ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ پر ان سب لوگوں کی طرف سے سلام ہو، جنھوں نے مجھے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کو کہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح سلام ختم کرکے اپنی داہنی طرف بقدر ایک ہاتھ ہٹ کر دوسرے دائرے کے سامنے آئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر حسب ذیل طریقہ پر سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَثَانِیَہٗ فِی الْغَارِ وَرَفِیْقَہٗ فِی الْاَسْفَارِ وَاَمِیْنَہٗ عَلَی الْاَسْرَارِ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقِ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا وَعَنْ اُمَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرًا

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کا سلام ہو آپ پر اے رسول کریمؐ کے سچے خلیفہ اور حضورؐ کے غار میں ساتھی اور حضورؐ کے ہر سفر میں رفیق اور آپ کے

معتبر رازدار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی امت کی طرف سے آپ کو بہتر سے بہتر جزا
مرحمت فرمائے۔

اور اگر کسی اور کی طرف سے سلام عرض کرنا ہو تو مذکورہ بالا طریقہ پر یہاں بھی
ان کی طرف سے عرض کریں، اسکے بعد ایک ہاتھ اور داہنی طرف ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کے چہرۂ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر ان الفاظ میں سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ الْفَارُوْقُ
الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ، اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ
مَرْضِيًّا حَيًّا وَّمَيِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ اُمَّةِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرًا

ترجمہ:۔ سلام ہو آپ پر اے امیر المؤمنین عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کہ جن کی
ذات پاک کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی
سلام ہو آپ پر اے امام المسلمین کہ آپ سے زندگی اور
موت دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ راضی رہا، حق تعالیٰ امتِ محمدیہ
کی طرف سے آپ کو بہتر سے بہتر بدلہ مرحمت فرمائے۔

اگر کسی اور شخص کی طرف سے سلام پہنچانا مقصود ہو تو یہاں بھی مذکورہ
طریقہ پر ان کی طرف سے سلام عرض کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام ختم کرنے کے بعد بمقدار آدھا ہاتھ اپنی

بائیں طرف ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کے درمیان کھڑے ہو کر دونوں حضرات پر اس طرح سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفِیْقَیْہِ وَوَزِیْرَیْہِ جَزَاکُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاکُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَشْفَعَ لَنَا وَیَدْعُوْ لَنَا رَبَّنَا اَنْ یُّحْیِیْنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَسُنَّتِہٖ وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ:۔ سلام ہو آپ دونوں حضرات پر اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام فرمانے والو! اور آپ کے مبارک رفیق و وزیر اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر سے بہتر بدلہ مرحمت فرمائے۔ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آپ دونوں حضرات کو وسیلہ بنا کر یہ عرض کرنے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ اور ہمارے رب کے حضور میں ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سنت و ملت پر ہم کو زندہ رکھے اور قیامت کے دن آپ کی جماعت میں ہم کو اور سب مسلمانوں کو اٹھائے۔

اس مجموعی سلام سے فراغت پاکر آپ دوبارہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہ شریف کے سامنے آئیں اور پہلے کی طرح حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرکے اس طرح دعا کریں۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ
وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاۗءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا فَجِئْنَاكَ ظَالِمِیْنَ
لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِیْنَ لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا
اِلٰی رَبِّنَا وَاسْئَلْہُ اَنْ یُّمِیْتَنَا عَلٰی سُنَّتِكَ
وَاَنْ یَّحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِكَ

ترجمہ :- یا رسول اللہ بے شک اللہ تعالیٰ سبحانہ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ آپ کے پاس آویں۔ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور رسول اللہ بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں تو بے شک اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربانی کرنے والا پائیں گے۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں اپنی جانوں پر ظلم کرکے حاضر ہوئے ہیں اس حالت میں کہ ہم استغفار کرنے والے ہیں اپنے گناہوں سے، پس ہمارے رب سے ہماری شفاعت (سفارش)

فرمائیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہم کو آپ کے
دین اور آپ کی سنت (طریقہ) پر موت دے، اور قیامت
کے دن ہم کو آپ کے گروہ میں اٹھائے۔

علاوہ اسکے اپنے لئے اور اپنے والدین اور خویش واقارب کے لئے جو دعا مانگنا
چاہیں مانگیں، ناظرین سے گذارش ہے کہ اس لکھنے والے گنہگار کی طرف سے، انجمن خدام النبی
بمبئی کے خادموں کی طرف سے بھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکر صدیق
اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت اقدس میں سلام عرض کر دیں۔
اور ہماری مغفرت کی دعا کے ساتھ یہ دعا بھی فرمائیں کہ یہ مقدس زیارت
اللہ تعالیٰ زندگی میں بار بار نصیب فرمائے۔

اس طرح حضور پُرنور صلّے اللہ علیہ وسلّم سے شروع کرکے آپ ہی پر ختم کریں
اور روضۂ جنت میں اس توبہ کے ستون کے پاس آکر دو رکعت نفل نماز پڑھیں کہ جو قبر شریف
اور منبر کے درمیان واقع ہے۔

اس بات کا خیال رہے کہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو، اس ستون کے مقام
پر حضورؐ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابی لبابہؓ کی توبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوئی آپ
بھی یہاں نماز نفل پڑھ کر گناہوں کی معافی چاہیں اور نیک توفیق طلب کریں اور اپنی
بہتر اور بھلی دعاؤں میں مؤلف کو بھی مع اسکے اہل وعیال کے شریک فرمالیں
احسان عظیم ہوگا۔

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام اور زیارت قبر اطہر

پوری ہوئی، اس کے بعد اپنی قیام گاہ پر پہونچکر سامان وغیرہ اور گھر کا ضروری انتظام کریں اور اگر اس قسم کے انتظامی امور سے پہلے ہی فارغ ہو چکے ہیں اور کوئی ضروری کام باقی نہ رہا ہو تو زیارت اقدس سے فراغت پاکر روضۂ جنت میں کسی جگہ بیٹھ کر درود شریف و تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہیں اور مدینہ منورہ میں جتنا بھی وقت ملے اس کو غنیمت سمجھ کر جس قدر قرآن شریف ختم کر سکیں کریں۔ اور درود شریف پڑھ کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اولاد و اصحاب نیز ازواج مطہرات اور آپ کے روضۂ مقدس میں استراحت فرمانے والے دونوں خلیفہ کی ارواح طیبہ کو ثواب بخشتے رہیں۔

جس طرح مکہ شریف کی خاص عبادت طواف اور نماز با جماعت ہے اسی طرح مدینہ منورہ کی خاص عبادت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جماعت کے ساتھ نماز اور خلوت اقدس میں سلام و تلاوت قرآن پاک اور درود شریف ہے، دربار نبوی میں ان امور کا خاص اہتمام رہے، سلام نماز کے پہلے یا نماز کے بعد جب جی چاہے عرض کر سکتے ہیں، لیکن کم از کم ہر پنجگانہ نماز کے بعد تو سلام عرض کرتے ہی رہیں، اور مدینہ شریف کے مشہور و مقدس قبرستان جنت البقیع میں ہر روز حاضر ہو کر وہاں کے آرام فرمانے والے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضورؐ کے اہل بیت وغیرہ پر باادب سلام عرض کرتے رہیں۔ علاوہ ازیں مدینہ شریف کے دوران قیام میں جتنی مرتبہ ہو سکے مسجد قبا میں بھی حاضر ہو کر وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ کا ثواب حاصل کرتے رہیں، زیارت و سلام عرض کرنے کا طریقہ جو سطور بالا میں بتایا گیا ہے، وہ افضل اور مستحب ہے، فرض یا واجب نہیں ہے۔

اشرف المناسک، زیارت الحرمین، کتاب الحج والزیارت اور فقہ کی مشہور کتاب الاختیار میں بھی بزرگانِ دین سے یہی منقول ہے کہ پہلے حضور پُرنور ﷺ پر سلام عرض کریں ، اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور اسکے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ پر اس کے بعد دوبارہ مواجہ شریف کے سامنے آکر حضور پُرنور ﷺ پر سلام عرض کریں ۔ اسکے بعد توبہ کے ستون پر نفل نماز درود و استغفار پڑھیں ۔ اور وقت اور موقع ہو تو دوسرے مبارک ستونوں پر بھی روضۂ جنت میں درود اور نفل نمازیں پڑھیں لیکن اگر ہجوم کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے ایسا نہ کرسکیں تو کوئی مضائقہ نہیں ۔ آپ شوق سے یہ طریقہ اختیار کریں کہ پہلے حضور پُرنور ﷺ پر سلام عرض کریں اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پر اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ پر سلام عرض کرکے زیارت ختم کریں ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے اسی طرح ثابت ہے ، حضرت عمر رضؓ پر سلام عرض کرکے جالی مبارک سے کچھ دور ہٹ کر قبلہ رُخ ہوکر جو دعائیں اور مرادیں مانگنا چاہیں وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں مقدس رفیقوں کے صدقے اور طفیل میں اللہ تعالیٰ سے مانگیں ، وہاں معلمین عموماً اسی طرح زیارت کراتے ہیں ، فقط اس قدر خیال رہے کہ اصل مقصد تینوں مقدس حضرات کی خدمت اقدس میں دل سے اور ادب سے سلام عرض کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ہے ، یہاں بتائے ہوئے سلام اگر یاد نہ رہ سکیں تو ادب اور انکساری کے ساتھ اتنا بھی عرض کرنا کافی ہے :-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ،
اس میں سے جو کچھ آپ کو یاد رہ سکے وہ خلوص اور صمیم قلب کے ساتھ
ایک مرتبہ یا تین مرتبہ خدمت اقدس میں عرض کر دیں۔

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا بَكْرٍ۔
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عُمَرُ عرض کر دیں

ہاں اگر سمجھ کر ادب کے ساتھ پڑھ سکیں تو ان الفاظ میں اضافہ کر سکتے ہیں،
سلاموں کے علیحدہ رسالے بھی ملتے ہیں اور معلمین بھی وہاں یہی سلام پڑھاتے ہیں
لیکن علماء اور بزرگوں کی اکثریت نے اس مقدس دربار میں اختصار کو زیادہ پسند کیا
ہے، اس لحاظ سے اوپر بتلائے ہوئے سب سے پہلے تین سلام موافق اور مناسب
کہے جا سکتے ہیں، کیونکہ نہ وہ زیادہ طویل ہیں اور نہ بالکل مختصر، قطع نظر اسکے کہ یہ سعادت
ہی کیا کم ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ذاتی طور پر سلام
عرض کرنے کا شرف نصیب ہوا ہے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے
کہ سناہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنے سلام کا جواب بھی مرحمت ہو جائے۔

بس بود جاہ و احترام مرا
یک علیک از تو صد سلام مرا

آنحضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سلام بھی تو دنیا بھر کی دعاؤں پر بھاری ہے، خوب کہا ہے کسی عاشقِ رسول ؐ نے۔

یک تکلم زاں دو لعل شکریں فرما کہ ہست
قوت من قوت من یاقوت من مرجان من

ترے دندانِ و لب نے کر دیا شرمندہ عالم کو
گہر کو، لال کو، یاقوت کو، ہیرے کو، مرجاں کو

اور اسی طرح ایک دوسرے شیدائی نے کس قدر الہامی اور برموقع آرزو کا اظہار اس مقدس آستانہ پر کیا ہے ؎

زہے نصیب کہ در گوش من جواب سلام
رسد ز حسنِ کلام تو یا رسول اللہ ؐ

سلام کا مقصد اور سلام کے معنی بھی آپ نے سمجھا کہ کیا ہیں، یہی تو کہ سلامتی اور رحمت کی دعا ہے اور سلام یا کہو کہ زیارت اقدس کا اصل راز بھی تو یہی ہے کہ اپنے سلام کے جواب کے طور پر رحمت للعالمین سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقبول دعا حاصل کریں۔ چنانچہ قرآنی و نبوی ؐ تعلیم کے مطابق ایک امتی کے سوال کے جواب میں "رحمۃ اللہ و برکاتہ" کے اضافہ کے ساتھ سلام کو لوٹانا چاہیئے اگر خود سرور کائنات ؐ ہمارے لئے سلامتی اور رحمت کی دعا فرمائیں تو اس سے بڑھ کر اور دولت و سعادت کیا ہو سکتی ہے؟ یوں تو ایک گنہ گار غلام کی طرف آقائے نامدار ؐ کا متوجہ ہو جانا ہی کیا کم لطف و کرم ہے۔

اب جس طرح اوپر سمجھایا جاچکا ہے، اس طرح سلام عرض کر کے حضور پرنور کی مبارک دعا حاصل کرنے کی سعادت اس بے انتہا فیض و برکت والے آستانے پر ہر امتی حاصل کرسکتا ہے، خواہ کتنا ہی اَن پڑھ سے ان پڑھ کیوں نہ ہو، اتنا تو عرض وہ کرہی سکتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

ایک تنبیہ:- باوجود اسکے کس قدر شرم کی اور سخت افسوس کی بات ہے کہ عموماً لوگ ذاتی طور پر سلام عرض کر کے خود ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حاصل کرنے کے بجائے سلام پڑھنے کے لئے اپنے آپ کو معلمین کا محتاج بنا دیتے ہیں وہ گویا یہی سمجھتے ہیں کہ جب تک معلم سلام نہ پڑھادیں، اس وقت تک ان کا سلام ادا ہی نہیں ہوسکتا۔ اور جب تک کتابوں میں لکھے ہوئے سلام نہ پڑھ لیں اس وقت تک سلام عرض نہیں ہوتا۔ اسکی وجہ سے صرف اتنا ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آپ کو ایک عظیم الشان دولت وسعادت سے محروم بنا دیتے ہیں۔ بلکہ متعدد سخت بے ادبیوں کا بھی اِس جلال والے دربار میں اپنے آپ کو شکار بناتے ہیں، جیسا کہ حسب ذیل حقیقت سے واضح طور پر سمجھایا جاسکتا ہے۔

مکہ شریف میں معلمین جس طرح اپنے حجاج کے گروہ کو لے کر طواف کراتے ہیں اور بلند آواز سے دعائیں پڑھاتے ہیں، ٹھیک اسی طرح اس عظمت والے دربار رسالت مآب میں معلمین اپنے اپنے زائرین کی جماعتوں کو مزار مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر بلند آواز سے سلام پڑھاتے ہیں، کیوں کہ ان کو اپنی آواز میں اپنے دس دس یا پندرہ

زائرین تک پہونچانی مقصود ہوتی ہے، اور اس طرح وہ سب مل کر قدرتی طور پر ایک نہایت ہی بد تمیزی بھرا شور و ہنگامہ اس مقدس جناب میں برپا کر دیتے ہیں۔ جس کے متعلق کلام پاک میں حق تعالیٰ کا صاف اور سخت حکم موجود ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ :۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ط

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ بات کرنے میں اس طرح بلند آواز سے بولو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو، اندیشہ ہے کہ تمہارے اعمال باطل نہ ہو جائیں اور تمہیں اسکی خبر بھی نہ ہو۔

اللہ اکبر! مسلمان اس سے بڑھ کر سخت وعید اور کیا سننا چاہتے ہیں، حق تعالیٰ صاف الفاظ میں فرما رہا ہے کہ اگر ہمارے محبوب کے حضور میں بلند آواز سے بولوگے تو تمہارے سب اعمال رائگاں جائیں گے، نیکی برباد ہوگی اور گناہ لازم آئے گا۔

حضور نبی کریم صلعم کی مبارک زندگی بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اللہ کے اس حکم پر بڑے اہتمام سے عمل درآمد کرتے تھے، حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو بہت ہی ادب کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھتے اور بولتے بھی تو نہایت تواضع وانکساری کے ساتھ نرم آواز میں، اسی طرح حضورؐ کی وفات کے بعد ایسے ہی ادب اخلاق کے اہتمام رکھنے کا حکم ہے ہم کو۔ کیوں کہ آپ حیات النبیؐ ہیں، یہ تو اپنے مالک و مولا کا صریح حکم ہے، اور اس طرح کا طرز عمل ہمارے لئے روا نہیں، لیکن قطع نظر اس کے کہ

کیا سیدھی سادی عقل کا بھی یہ تقاضا نہیں ہے کہ جب کبھی اپنے کسی ذی بزرگ یا مرشد یا استاذ کے پاس جاتے ہیں تو کتنے ادب لحاظ سے کچھ دور ہٹ کر بیٹھتے ہیں اور بات بھی مختصر اور آہستگی سے کرتے ہیں اور شرم زدہ غالب ہوتا ہے، یہاں تو صرف انسانوں کے نہیں بلکہ ساری مخلوق اور تمام انبیاء و مرسلین کے سردار کا مقدس ترین دربار ہے لہذا آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں کس قدر اخلاق، ہیبت اور عظمت کا پاس احساس ہونا چاہیئے۔ اور در حقیقت اس مقدس دربار میں ادب احترام برتنے والوں کے لئے خود حق تعالیٰ نے ایک عظیم الشان خوشخبری کا وعدہ فرمایا ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی آواز نیچی رکھتے ہیں۔ ان کی پرہیزگاری کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جانچ لیا ہے۔ ان کیلئے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم ہے۔

یہ بھی سن رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے حجرۂ مبارکہ کے باہر سے بھی پکارنے کو اللہ تعالیٰ نے سخت بے عقلی کہا ہے، جیسا کہ سورۂ حجرات کی اس آیت سے صاف طور پر واضح ہے۔

"اے رسول بے شک جو لوگ آپ کو حجرہ کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے"

اس طرح حق تعالیٰ نے کلام پاک میں متعدد مقامات پر امت کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب اخلاق برتنے کی تعلیم دی ہے، اور اگر ہم کو حضورؐ کے ساتھ محبت کا دعویٰ ہے تو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ادب پہلی شرط ہے۔

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اور حافظ شیرازی نے تو بے ادب شخص کو حضورؐ کی نزدیکی کے بھی قابل نہیں قرار دیا ہے ؎

حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ
ہر کہ را نیست ادب لائق قربش نہ بود

ایک شاعر نے ادب ہی کو عشق کا صحیح طریقہ سمجھا ہے ؎

اَدِّبُوا النَّفْسَ اَیُّھَا الْاَصْحَابُ
طُرُقُ الْعِشْقِ کُلُّھَا آدَابٌ

ترجمہ:۔ اے دوستو! نفس کو ادب سکھاؤ، عشق کے تمام راستے ادب ہی ہیں۔

سچ ہے بے ادب محروم گشت از فضل رب۔

ادب تاجِ است از لطفِ الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ادب اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا عطا کردہ ایک تاج ہے اسکو اپنے سر پر رکھ کر جہاں چاہے وہاں چلے جاؤ،

علاوہ اسکے اس بات پر ذرا غور کرو کہ حضور پرنورؐ کو یہ بات بھی کس قدر شاق گذرتی ہوگی

کہ ان کی امت جس کو حق تعالیٰ نے خیر امت کا بے نظیر خطاب بخشا اور اسی کے ایک فرد بننے کی تمنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولو العزم پیغمبر نے کی۔ اور جو دنیا بھر کی قوموں کے لئے گواہ اور استاد بنائی گئی۔ وہ آج اس قدر نکمی ہو گئی ہے کہ ایک سلام کا لفظ بھی بغیر کسی سکھانے والے کی مدد کے ادا نہیں کر سکتی ؎

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مرد راہ داں کیلئے

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا
ہر ایک کھونٹ میں جس کا برپا علم تھا

وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا
وہ امت لقب جس کا خیر الامم تھا

نشاں اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو وہ بھی مسلماں

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

ایک اور سادہ مثال لیجئے، فرض کیجئے کہ کہیں باہر سے آپ آئے ہیں حسب معمول سب سے پہلے اپنے والدین سے ملنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں، اس وقت آپ خود ان کے ساتھ کلام کریں یہ زیبا اور بہتر ہوگا۔ یا کسی تیسرے شخص کے ذریعہ سے ان کے ساتھ گفتگو کریں، اس کے کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ کسی اور کے ذریعہ سے بات چیت کرنے دونوں کے دلوں پر کوئی اچھا اثر نہیں ہوگا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو ان باپ

استاذ مرشد وغیرہ ہم سب سے اعلیٰ و افضل ہیں، اس بات کو کس طرح پسند فرمائیں گے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے باوجود آپ کسی دوسرے شخص کی زبان سے یہ سلام عرض کریں بالخصوص جبکہ اس کے کرنے میں شور و غل برپا ہونے کا بھی اندیشہ ہو، اگر ہر ایک امتی اوپر بتلائے ہوئے آداب کے مطابق ذاتی طور پر سلام عرض کرنے کا نہیہ کرلے تو حقیقی لطف فیض بھی حاصل ہو سکتا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ خود اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف برتنے اور شور و غل برپا کرنے سے اپنے آپ کو اور بیچارے معلمین کو بھی بچا سکتا ہے، ہاں یہ بات ضروری ہے کہ ناواقف ہونے کی وجہ سے پہلے روز معلمین کو شوق سے ساتھ لیجائیں، ان کے ہمراہ زیارت اقدس کے تمام امور و مقامات کو اچھی طرح سمجھ بوجھ لیں۔ اور ان کو اس کا یقین محبت کے ساتھ دلادیں کہ سلام تو ہم خود متوسط آواز سے عرض کریں گے، اور مطمئن رہیں کہ آپ کے حق کو ہم بسر و چشم قبول کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہم سے خوش رہیں گے۔ اس طریقے کے اختیار کرنے سے نہایت ضروری امر کی بحسن اسلوب اصلاح کی توقع ہے، جس کا ثمرہ انشاء اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں ملے گا۔

دیگر آداب زیارت :-

اس مقدس زیارت کے دوسرے بھی خاص خاص آداب بزرگان دین و علمائے کرام نے تبلائے ہیں، ان کو سمجھ لینا ضروری ہے، فقہ کی مشہور و متداول کتابیں، لباب المناسک (للعلامہ السندھی) المسلک المتوسط (للعلامہ علی القاری) فتاویٰ عالمگیری، طحطاوی، شرح در مختار، فتح القدیر، فتاویٰ قاضی خان میں آداب زیارت سے متعلق جو توضیح و تشریح فرمائی ہے اس کا

خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے نہایت ادب واحترام، تواضع، خشوع وخضوع، اور یکسوئی کے ساتھ حاضر ہوں کیوں کہ یہ مقدس دربار ہے، شاہ کونین فخرِ دو عالم حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا اور ملائکہ کے نزول کا، قبر شریف سے چار گز کے انداز سے دور رہیں اس سے زیادہ نزدیک جائیں۔ مزار مبارک کی دیوار کو ہاتھ نہ لگائیں، نہ جالی مبارک کو چومیں چاٹیں۔

یہ تو ہوئے فقہائے کرام کے احکام، اب کچھ سچے عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت بھی سنتے چلیں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ سے بڑھ کر بھی کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدائی ہوگا۔ سنیئے وہ کیا فرماتے ہیں۔

: اپنا ہاتھ روضۂ مبارک کی دیوار پر رکھیں، نہ اسے چومیں۔ اسلئے کہ اس قسم کی حرکتیں جاہلوں کے اطوار میں سے ہیں۔ سلف صالحین کے اعمال میں سے نہیں، اور تین چار گز کے فاصلے پر رہیں (ماثبت بالسنۃ) ادب کے اس صحیح معیار کی تشریح خود شیخ اپنی شہرۂ آفاق کتاب فارسی تصنیف "جذب القلوب" میں ان الفاظ سے فرماتے ہیں۔

جس قدر ہو سکے، ظاہری و باطنی ہر طریقہ سے اپنے اندر خشوع و خضوع، انکسار و تواضع ہیبت و ادب پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ البتہ سجدہ کرنے سے زمین پر لوٹنے سے اور جالی مبارک کے چومنے چاٹنے سے، اور اس قسم کی تمام حرکتوں سے بچیں، کیونکہ شریعت میں ان باتوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

حالانکہ ظاہر میں لوگوں کی نظروں میں یہ ادب معلوم ہوتا ہے لیکن یقین جانئے کہ حقیقت میں ادب نام ہے حضور پرنور صلی اللہ و آلہ وسلم کی پیروی و فرمانبرداری کا اسکے علاوہ جو چیز ہے وہ محض توہمات میں سے ہے۔

الغرض حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جس قدر ادب صحابہ کرام فرماتے تھے۔ اس سے کہیں زیادہ لحاظ و احترام کا پاس ہم گنہ گاروں اور سیہ کاروں کو رکھنا چاہیئے۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے اپنے سفرنامہ حجاز میں ایک جگہ نقل فرمایا کہ ابوداؤد اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضؓ کا زبانی بیان موجود ہے کہ راستہ میں جارہا تھا اور مجھے غسل کی حاجت تھی کہ سامنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لاتے ہوئے ملے۔ اور میری طرف بڑھے (مصافحہ کی) لیکن میں الگ ہٹ گیا اور اسکے بعد غسل سے فراغت کر کے جب خدمت والا میں پہونچا تو عرض کیا کہ اس وقت میں پاک حالت میں نہ تھا۔ اور اسی طرح اس نامور آقا کے ایک دوسرے نامور خادم حضرت ابوہریرہ رضؓ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں مل گئے اور اسوقت مجھ کو غسل کی حاجت تھی میں الگ ہٹ گیا اور غسل کرنے کے بعد مجلس مبارک میں حاضر ہوا، اللہ اللہ! احتیاط کون لوگ کر رہے ہیں۔ حذیفہ رضؓ اور ابوہریرہ رضؓ جو پاکوں کے سردار کے فیض صحبت سے خود پاک و پاکیزہ بن چکے ہیں۔ اور جو خود اس درجہ پر پہونچ چکے ہیں کہ ان کا سایہ ناپاکوں کو پاک بنا دینے کے لئے کافی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خود ان کی طرف التفات فرماتے ہیں اور

بڑھ کر ملنا چاہتے ہیں، لیکن ادھر یہ حالت ہے کہ بجائے سر کے بل دوڑ کے
الٹے پاؤں واپسی اور علیحدگی اور کنارہ کشی ہوتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی عارضی آزردگی کا خطرہ قبول کیا جاتا ہے، لیکن یہ گوارا نہیں کہ اپنی عارضی ناپاکی کو اس
سراپا نور کے مقابل لایا جائے، جو ہمیں لطافت اور ہمہ نفاست ہے، جب
حذیفہؓ اور ابو ہریرہؓ کا ایک عارضی اور وقتی ناپاکی کی بنا پر یہ حال ہو تو اپ دین متین
کے عالمو اور اے شریعت اسلامیہ کے مفتیو! اس آدمی کے متعلق کیا فتویٰ
دو گے کہ جس کی گندگی عارضی نہیں دائمی ہے، ظاہر میں نہیں باطن میں ہے
پانی کے چند لوٹوں سے دھل جانے والی نہیں۔ دریاؤں اور سمندروں میں غوطہ
کھا کر بھی جوں کی توں رہ جانے والی ہے۔

دربارِ رسالت مآب میں حاضری کا طریقہ بتلانیوالا نقشہ

امتی کی حاضری اور خدمت اقدس میں سلام عرض کرنے کا طریقہ یہ ہے

۱۔ باب جبرئیل سے داخلہ ۲۔ محراب نبوی صلعم یا روضۂ جنت میں تحیۃ المسجد

(۵) حضرت فاروق اعظمؓ پر سلام عرض کرنے کی جگہ

(۶) ستون ابی لبابہ

صفہ

(۱) شمال

محراب نبوی ۲

مغرب

حضرت فاطمہ کا حجرہ

ج ب ت

ستون ابی لبابہ

مشرق

(۳) (۴) (۵)

محراب نبوی

جنوب

قبلہ کی سمت

(۳) مواجہ شریف حضور پر سلام عرض کرنے کی جگہ

(۴) حضرت صدیق اکبرؓ پر سلام عرض کرنے کی جگہ
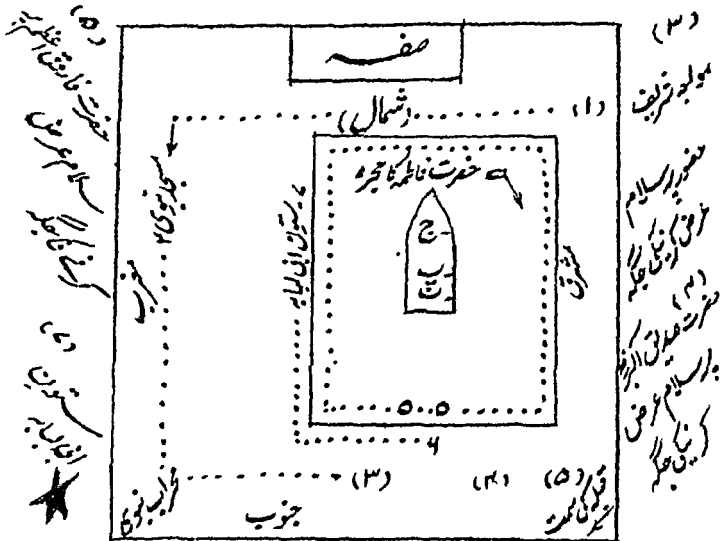
(۶) حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ پر مجموعی طور پر سلام عرض کرنے کی جگہ

(۳) حضور پر نورؐ پر دوبارہ سلام عرض کرنے کی جگہ ۔

سلام عرض کرنے کا مستحب طریقہ

(۱) باب جبرئیل میں داخل ہو کر :- محراب نبوی ؐ ۲- یا روضہ جنت
میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں، وہاں سے مواجہ شریف ۳- کے سامنے آکر سرکار
دو عالم ؐ پر سلام عرض کریں۔ بعدہٗ نمبر ۴ والی جگہ کے سامنے آکر حضرت صدیق رضؓ پر
سلام عرض کریں۔ بعدہٗ نمبر ۵ والی جگہ پر آکر حضرت صدیق اور فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے درمیان مجموعی طور پر سلام عرض کریں۔ اب پھر مواجہ شریف نمبر ۳ کے سامنے آکر
حضور پر نور ؐ پر دوبارہ سلام عرض کریں۔

زیارت اور سلام سے اس طرح فارغ ہو کر ستون ابی لبابہؓ نمبر ۶ کے پاس
دو رکعت نماز نفل پڑھیں اور دعا مانگیں، لیکن اگر ہجوم زیادہ ہو اور لوگوں کو تکلیف پہنچنے
کا اندیشہ ہو تو حسب ذیل طریقہ پر سلام عرض کریں۔

باب جبرئیل علیہ السلام سے داخل ہو کر روضہ جنت میں یا مسجد نبوی ؐ میں
کسی جگہ بھی تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد مواجہ شریف میں آکر حضور پر نور ؐ پر سلام عرض
کریں پھر ذرا اپنے طرف ہٹ کر حضرت صدیق ؓ پر سلام عرض کریں اسکے بعد حضرت عمرؓ
پر سلام عرض کرکے داہنے طرف کو نکل جائیں اور وہاں کسی بھی جگہ کھڑے ہو کر دعا
مانگیں، اسکے بعد خواہ مسجد میں عبادت میں مشغول ہو جائیں یا اپنی دیگر ضروریات میں
مصروف ہو جائیں۔ مذکورہ بالا دونوں طریقوں سے سلام عرض کیا جا سکتا ہے۔

(الف) حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی جگہ ہے، یہاں آپ
اس طرح آرام فرما ہیں کہ سر مبارک مغرب کی طرف، قدم مبارک مشرق کی طرف

اور چہرۂ مبارک جنوب یعنی قبلہ کی طرف ہے۔

(ب) حضرت ابو بکرؓ کا مزار مبارک ہے، آپ کا سر حضورؐ کے سینہ مبارک کا سیدھ میں پشت کی جانب تقریباً ایک ہاتھ پیچھے کی طرف ہے۔

(ج) حضرت عمرؓ کا مزار مبارک ہے، آپ کا سر حضرت صدیقؓ کے سینہ کی سیدھ میں پشت کی جانب تقریباً ایک ہاتھ پیچھے کی طرف ہے، (۷) حضرت فاطمہؓ کے حجرۂ مبارکہ کی جگہ۔ آپ اسی جگہ رہتی تھیں۔ آپ کا مزار مبارکہ جنت البقیع میں واقع ہے وہیں جاکر عموماً آپ پر سلام عرض کرتے ہیں۔

جالی مبارک کے اندر جانے کے لئے حجرۂ فاطمہؓ کے پاس مشرق کی طرف ایک دروازہ (۸) بنا ہوا ہے، جو نقشہ میں بتلایا گیا ہے، اس دروازے میں سے داخل ہوکر حجرۂ فاطمہؓ میں سے ہوتے ہوئے شمال مغرب کی طرف ایک دوسرے چھوٹے دروازے (۹) میں سے نکل کر مذکورہ تینوں مزارات مقدسہ کی مخمس عمارت کے سامنے آسکتے ہیں۔ وہاں سے گھوم کر شمال مغرب کی جانب ایک تیسرے دروازے (۱۰) میں سے حجرۂ فاطمہؓ میں پھر آکر مذکورہ پہلے دروازے (۸) میں سے باہر نکل سکتے ہیں۔

جالی مبارک کے اندر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے، محض صفائی کے لئے مسجد نبویؐ کے چند خدام داخل ہوتے رہتے ہیں، زائرین جالی کے باہر ہی سے سلام عرض کرتے ہیں اور اسی میں ادب و احترام ہے۔

مسجد نبویؐ تاریخ کی روشنی میں

حرم مدینہ کی تعمیر، توسیع اور ترقی مختلف ادوار میں

ہجرت مدینہ:- پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حق تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہوا تو نبوت کے تیرہویں سال ماہ صفر مطابق ۱۱ ستمبر ۶۲۲ء چہار شنبہ کو رات کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لیکر مکہ معظمہ سے غار ثور کی طرف روانہ ہو گئے کفار قریش نے پیچھا کیا، اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ غار میں تین رات تک پوشیدہ رہے، ان دنوں کے درمیان حضرت صدیقؓ کے صاحبزادے خفیہ طور پر رات کے وقت دن بھر کی خبریں پہنچاتے تھے اور ان کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رات کو کھانا پہنچاتی تھیں، دشمن جب خوب جستجو کے بعد مایوس ہو چکے تو غار ثور کے اس تاریخی قیام کے چوتھے روز حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکرؓ کے غلام عامر دو اونٹنیاں اور ایک رہبر ساتھ لائے، ایک اونٹنی پر حضور اکرمؐ اور حضرت ابو بکرؓ سوار ہوئے اور دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن عریکہ دلیل راہ تھے۔ اس طرح غار ثور میں تین دن اور تین راتیں گذارنے کے بعد آٹھویں ربیع الاول مطابق ۲۲ ستمبر ۶۲۲ء پیر کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبا پہنچے جہاں سے مدینہ منورہ تین میل رہ جاتا ہے، قبا میں حضرت عمرو بن عوف کے خاندان کے سردار کلثوم بن ہدم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی مہمان نوازی کا شرف حاصل کیا۔ حضور اکرمؐ نے اسلام کی سب سے پہلی مسجد (مسجد قبا) کی بنیاد ڈالی۔ ایک مسجد کا قیام گویا حضور اکرمؐ کا یہاں سب سے پہلا کام تھا، دس بارہ دن قبا میں قیام فرمانے کے بعد حضور اکرمؐ جمعہ کے روز صبح مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے راستہ میں جب بنی سالم کے محلے میں پہونچے تو نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لہذا حضور اکرمؐ نے یہیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ بھی دیا، یہیں سے سرکار دو عالمؐ کی نماز جمعہ کی بسم اللہ ہوئی۔

یہ پہلا جمعہ تھا پڑھی نماز جمعہ حضرت نے
امام المرسلیں کی اقتدا کی آج اُمت نے

مدینہ کے لوگ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا بیتابی سے انتظار کر رہے تھے ہر روز مستعد ہو کر شہر سے دُور دور تک نکل جاتے تھے، اور شام کو مایوس ہو کر واپس آ جایا کرتے تھے، آپ کی تشریف آوری کے لئے اہل مدینہ بہت ہی بے قرار اور بیتاب تھے، بالآخر وہ جمعہ کا مبارک دن آ ہی پہونچا، جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت ہی عظیم الشان استقبال کے ساتھ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے، اب مدینہ کے افق پر ہلال مکہ کے ظہور سے جو مسرت کے جذبات اہل مدینہ کے دلوں میں پیدا ہوئے اس کا اندازہ کرنے کے لئے یہ چند اشعار کافی ہیں۔

دہاں چار دل طرف اقصائے طیبہ میں بہار آئی
بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی

جوان و پیر، مرد و زن سراپا چشم بیٹھے تھے
بہار آنے کو تھی گلشن سراپا چشم بیٹھے تھے
مسلماں بیبیاں گھر کی چھتوں پر جمع ہو ہو کر
نکل آئی جو منی تھیں عصمت داماں پیغمبرؐ
زباں پر اشرق البدر علینا کی صدائیں تھیں
دلوں میں ما دعی للہ داعی کی صدائیں تھیں
کہیں معصوم ننھی بچیاں تھیں دف بجاتی تھیں
رسول پاک کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں

الغرض پورا مدینہ محبت و نشاط سے بھرپور تھا۔ گھر گھر اور کوچہ کوچہ لوگوں کے ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔ اور ساری فضا اس استقبالی ترانے سے گونج اٹھی تھی۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

ترجمہ:۔ وداع کی گھاٹیوں سے بدر کامل ہم پر طلوع ہوا، ہم پر اللہ کا شکر واجب ہو گیا ہے، اس نزول رحمت کے عوض جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا وَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُدُوْرُ
مِثْلَ حُسْنِكَ مَا رَاَيْنَا قَطُّ يَا وَجْهَ السُّرُوْرِ

ترجمہ:۔ جب ہم پر یہ چاند چمکا تو بہت سے چاند ماند ہو گئے، اے مبارک رخ زیبا

تیرے جیسا حسن و جمال ہم نے کبھی نہ دیکھا جس پر کہ خوشی و مسرت برستی ہے،

ہر ایک صحابی کی یہ دلی خواہش اور آرزو تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے غریب خانہ پر لے جانے کی سعادت و برکت حاصل کرے،

ہر اک مشتاق تھا پیارے نبیؐ کی میہمانی کا
تمنا تھی شرف بخشیں مجھی کو میزبانی کا

جمال محمدیؐ کے پروانے ایک پر ایک فدا ہو رہے تھے اور حضورؐ کے استقبال میں اپنے آپ کو نچھاور کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکر ادا کرتے جاتے تھے۔ اور دعائیں دیتے جاتے تھے، بالآخر اہل مدینہ کے ابھرتے ہوئے جوش و جذبہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وہ اونٹنی کی مہار چھوڑ دی جائے وہ جہاں جاتی ہے وہاں اسکو جانے دیا جائے، وہ اللہ کے خاص حکم پر مامور ہو چکی ہے، اور اسلئے حق تعالیٰ کو جہاں مجھے اتارنا مقصود ہوگا، ٹھیک اسی جگہ اونٹنی اپنے آپ بیٹھ جائے گی۔

سب سے پہلے اونٹنی اس جگہ پر بیٹھ گئی جہاں آج مسجد نبویؐ ہے لیکن حضورؐ اترنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ اٹھکر چلنے لگی اور بنو نجار کے محلہ میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے سامنے بیٹھ گئی

فلک نے رشک سے دیکھا اُس انصاری کی قسمت کو
ابو ایوبؓ گھر میں لے گئے سامانِ رحمت کو

بالحقیقت حضرت ابو ایوبؓ سب سے بڑی دولت اور سعادت حاصل کر گئے

مبارک اور صدر شک کے قابل کیوں نہ ہو وہ مکان اور میزبان جنھیں دونوں کے سرتاج کی مہمان نوازی اور خدمت نصیب ہوئی۔

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد
ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہی چنیں باشد

اپنے محلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول فرماتے ہوئے دیکھ کر بنی نجار کی بچیاں جذبۂ مسرت میں دف بجاتے ہوئے باہر نکل آئیں، اور فرط طرب میں یہ پیارا اور دل آویز گیت گانے لگیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِيْ نَجَّارٍ ۔ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارٍ

ہم بنی نجار کی بچیاں ہیں ۔ واہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کیسے پڑوسی ہیں

معصوم بچیوں کا مسرت آمیز اور محبت سے لبریز ترانہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچیو! کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو، جواب ملا بیشک یا رسول اللہ! تب حضور اکرم نے فرمایا۔ کہ میرا دل بھی تمہاری محبت سے لبریز ہے۔

مسجد نبوی کی تعمیر:

مدینہ شریف میں جو سب سے پہلا کام حضور نے سرانجام دیا وہ بھی قبا کی طرح ایک مسجد کا قیام تھا، مسجد کے لئے حضور نے اس جگہ کو پسند فرمایا جہاں اونٹنی پہلی مرتبہ بیٹھ کر اٹھ گئی تھی، وہ جگہ ویران پڑی ہوئی تھی سہیل اور سہیل نامی دو یتیموں کی ملکیت تھی، جو حضرت اسعد بن زرارہ کی کفالت میں تھے، یتیم بچوں نے اپنی زمین کو حضور کی خدمت میں ہدیتہً پیش کرنا چاہا لیکن حضور نے اس قطعہ زمین کو بہ قیمت خریدنے پر اصرار فرمایا، اور بالآخر

اس وقت کے حساب کے مطابق دس دینار میں خریدلی گئی۔ علامہ شبلی مرحوم نے اس تاریخی واقعہ کو اپنے دل پذیر انداز میں یوں پیش کیا ہے۔ ان کا انداز مسجد نبوی کے آغاز تعمیر کے ساتھ ہی ساتھ اہل اُمت کے لئے متعدد سبق آموز پہلو لئے ہوئے ہیں کہ اس نظم کا پیش کرنا بہت موزوں ہے۔

ہجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام
تعمیر سجدہ گاہِ خدائے انام تھا

اک قطعۂ زمین تھا اس کام کے لئے
واقع میں ہر لحاظ سے موزوں مقام تھا

وہ قطعۂ زمیں تھا یتیموں کی ملکیت
ہر چند قبر گاہ نہ گذر گاہِ عام تھا

چاہا حضورؐ نے کہ بہ قیمت خرید لیں
اُن کے مربیوں سے کہا جو پیام تھا

ایتام نے حضورؐ میں آکر یہ عرض کی
یہ چیز ہے ہی کیا کہ جو یہ اہتمام تھا

یہ ہدیۂ حقیر پذیرا کریں۔ ۔ حضورؐ
اللہ اس زمین کا یہ احترام تھا

لیکن حضورؐ نے نہ گوارا کیا اسے
منت کشی سے آپ کو پرہیز تام تھا

سان اور وہ بھی تیمان زار کا
کل خلاف طبع رسول انام تھا

بارہ ہزار سکۂ رائج عطا کیے
یہ تھا وہ خلق جس سے مخالف بھی رام تھا

ساماں جو ضروری ہیں تعمیر کے لئے
اب ان کی فکر مشغلۂ صبح و شام تھا

مزدور کی تلاش تھی اور سنگ و گل کی جستجو
از بسکہ جلد بننے کا خاص اہتمام تھا

انصار پاک اور مہاجر تھے جس قدر
مزدور بن گئے کہ خدا کا یہ کام تھا

اک اور نفس پاک بھی ان سب کا تھا شریک
جو آب و گل کے شغل میں ہمہ شادکام تھا

کندھوں پہ لاد لاد کے لاتا تھا سنگ و خشت
سینہ غبار پاک سے سب گرد فام تھا

سمجھے کچھ آپ کون تھا اُن کا شریک حال
وہ خود وجود پاک رسولؐ انام تھا

جو وجہ آفرینش افلاک و عرش ہے
جس کا کہ جبرئیل بھی ادنیٰ غلام تھا

صلِّ علی النبی واصحابہ الکرام
اس نظم مختصر کا یہ مسک الختام تھا

الغرض اس مبارک مسجد کی بنیاد اور تعمیر کا کام شروع ہو گیا، جس میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنفس نفیس شریک تھے، اینٹ پتھر اٹھاتے جاتے تھے اور گنگناتے جاتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَہ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ

اے اللہ حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، پس بخش دے انصار و مہاجر کو۔

مسجد عہد نبوی میں: مسجد کیا تھی انتہائی سادگی کا نمونہ تھی، دیواریں کچی اینٹ کی بنائی گئیں، چھت کھجور کے پتوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے، اس کا فرش ریت کا اور چھت بھی کچی لہذا جب بارش ہوتی تو ہر جگہ کیچڑ ہو جاتی۔ (عبرت حاصل کریں موجودہ مسلمان کہ ان کے لئے موجودہ دور کی زیب و زینت والی نقش و نگار والی، اور روشنی والی، الیکٹرک کے پنکھوں اور قمقموں والی، عمدہ چٹائیوں اور قالینوں والی مسجدوں میں نماز کے لئے آنا کس قدر شاق اور دشوار گذرتا ہے) اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے زمین پر کنکریاں پھیلا دی گئیں مسجد کا طول ۱۰۵ فٹ، عرض ۹۰ فٹ اور بلندی تقریباً ۱۰ فٹ اور دیوار دل کی موٹائی ڈیڑھ اینٹ کے برابر رکھی گئی۔ مسجد کے مشرقی گوشہ میں ایک چبوترا چھت دار بنا لیا گیا جسے صُفّہ کہتے تھے اور جہاں ہا

۷۰ سے ایک سو صحابہ تک ایسے رہا کرتے تھے جن کے نہ کوئی گھر بار تھا اور نہ کوئی روزگار، صرف علم دین اور فیض نبوی حاصل کرنے کے لئے وہیں خدمت اقدس میں پڑے رہتے تھے، اس وجہ سے یہ چبوترا آج بھی اصحاب صُفّہ کے نام سے مشہور ہے
قبلہ کی سمت اس وقت تک بیت المقدس یعنی شمال کی طرف تھی، لہذا اس شمالی دیوار کو چھوڑ کر بقیہ کے تینوں طرف دیواروں میں تین دروازے نکالے گئے۔ ایک جنوبی دیوار میں جہاں آج قبلہ کا رُخ ہے، دوسرا مغرب کی طرف (باب عاتکہ) یعنی آج کا باب الرحمۃ، اور تیسرا شرقی دیوار میں باب آل عثمان، جو آج باب جبرئیل کے نام سے مشہور ہے۔ سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز میں پڑھنے کے بعد ہجرت کے دوسرے سال میں جب بیت اللہ شریف (یعنی مدینہ منورہ کے جنوب میں) کو قبلہ بنانے کا حکم الٰہی نازل ہوا تب جنوبی دروازہ کو بند کر کے شمال کی طرف ایک دروازہ کھول دیا گیا۔ جو آج باب مجیدی کے نام سے موسوم ہے۔ مسجد کی بقیہ جگہ صحن کی طرح چھوڑ دی گئی، فتح خیبر کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی لمبائی ۵۰ فٹ اور چوڑائی میں ۴۰ فٹ کا اضافہ کرا کے ۱۵۰×۱۵۰ فٹ کی مربع عمارت بنائی، مسجد کے تعمیری کام سے فراغت پانے کے بعد ازواج مطہرات کے لئے یکے بعد دیگرے ۹ حجرے مسجد سے بالکل متصل تعمیر کرائے گئے۔

۱۔ حجرۂ عائشہؓ ۲۔ حضرت صفیہؓ ۳۔ حضرت سودہؓ کے حجرے مسجد کے مشرقی جانب تھے، اور ۴۔ حضرت ام سلمہؓ ۵۔ حضرت ام حبیبہؓ ۶۔ حضرت زینبؓ ۷۔ حضرت جویریہؓ

۸۔ حضرت میمونہؓ ۹۔ حضرت زینبؓ بنت جحشؓ کے حجرے شمال کی طرف تھے ان حجروں کی لمبائی ۱۵ فٹ، چوڑائی ۱۱ فٹ اور اونچائی ۶ فٹ تھی۔

عہدِ خلفاء میں:-

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس مبارک مسجد میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہونے پایا۔

حضرت عمرؓ نے ۱۷ھ میں مسجد کی لمبائی ۱۴۰ فٹ اور چوڑائی ۱۲۰ فٹ بنا دی، اور چھ دروازے تعمیر کرائے، دو قبلہ کی داہنی طرف دو بائیں طرف اور دو پیچھے کی طرف، موجودہ باب السلام اور باب النساء اسی دور فاروقی کی یادگار ہیں۔ البتہ مسجد کی سادگی جوں کی توں قائم رکھی گئی۔

حضرت عثمانؓ ۲۳ھ میں خلیفہ منتخب ہوئے تب انھوں نے دیواروں اور ستونوں کو پتھر سے تیار کرا کے اس پر نقش و نگار کرایا۔ گارے کی جگہ لوہا اور سیسہ استعمال کرایا۔ اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنا کر انھوں نے مسجد کی وسعت میں اور اضافہ کیا۔ قبلہ کی جانب تو موجودہ دیوار تک بڑھایا اور اس دیوار میں ایک محراب بھی تعمیر فرمائی۔ جو آج بھی محراب عثمانؓ کے نام سے مشہور ہے، حضرت عثمانؓ رات بھر نماز میں مشغول رہتے تھے، دن میں روزہ رکھتے تھے، اور مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے، اور بہ نفس نفیس مزدوروں کے ساتھ تعمیری کام میں مشغول رہتے تھے، اس مسجد کی تعمیر نئے سرے سے ۲۹ھ میں شروع ہوئی اور ۳۰ھ میں اختتام پر پہونچی، پہلے کی بہ نسبت بہت شاندار ہوگئی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سنہ ۳۵ھ میں خلیفہ منتخب ہوئے بعد مدینہ منورہ سے کوفہ تشریف لے گئے اور وہیں دار السلطنت قائم کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی خلافت کے پانچ سال خانہ جنگیوں میں گذرے، لہذا مسجد کی توسیع کیلئے انھیں فرصت نہ مل سکی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی کوفہ ہی میں خلیفہ مقرر ہوئے لیکن انھوں نے امیر معاویہ رضؓ کے ساتھ صلح کر لی۔ اور خلافت ان کے حوالہ کردی، چنانچہ مسجد نبوی ﷺ میں وہ بھی کوئی تبدیلی نہ کر سکے۔

عہد اموی میں:- اس کے بعد بنو امیہ کا دور خلافت شروع ہوا اور سنہ ۱۳۲ھ تک رہا۔ اس عرصہ میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے سنہ ۸۸ھ میں ولید بن عبد الملک کے دور خلافت میں مسجد کی وسعت اور خوشنمائی میں اضافہ فرمایا۔ انھوں نے مسجد کے چاروں طرف مکانات خرید کر ازواج مطہرات کے مکانوں کو بھی مسجد میں شامل کر دیا۔ اب مسجد کی لمبائی ۳۰۰ فٹ اور چوڑائی ۲۵۰ فٹ ہو گئی، ستون سنگ مرمر کے بنائے گئے اور ان میں اوپر نیچے سنہرے نقش بنائے گئے۔ دیواروں میں سنگ مرمر استعمال کیا گیا۔ اور چھت میں بھی سونے کا پانی چڑھا کر نقاشی کی گئی۔ اسی طرح دروازوں کو بھی سنہرے نقش ونگار سے مزین بنا دیا گیا۔ مسجد کے چاروں گوشوں میں منارے بھی قائم کرائے گئے، اور پانچواں مینارہ سلیمان عبد الملک نے بعد میں بنوایا۔ تین چار سال تک یہ کام جاری رہا اور بڑے اہتمام سے پایۂ تکمیل تک پہونچا

عہدِ عباسی اور اس کے بعد

اس کے بعد خلفائے عباسیہ نے بھی مسجد کی وسعت میں کچھ حصہ لیا اور خلیفۃ المہدی عباسی نے مسجد کے صحن کو بہت ہی وسیع بنا دیا اسکے بعد تقریباً ۷۰۰ سال تک مسجد اسی حال پر قائم رہی لیکن سنہ ۸۸۶ھ میں بجلی گرنے کے ایک شدید حادثہ کی وجہ سے عمارت کو بہت نقصان پہونچا۔ اس کے بعد اصلاح و تعمیر کا کام سلطان قائتبائی کی قسمت میں آیا، انھوں نے بھی مسجد کے حسن اور وسعت میں کافی اضافہ کیا۔ اسکے بعد جب سلاطین عثمان کا دور آیا تو یہ مسجد اُن کے ہاتھوں وقتاً فوقتاً نئی شان اور خدمت حاصل کرتی گئی، چنانچہ سنہ ۹۸۰ھ میں سلیم خاں نے عمارت میں شاندار اضافے کئے، عثمانی ترک سلاطین نے مسجد نبوی ؐ کی جو قابل ذکر اور شاندار خدمتیں انجام دیں، ان میں سے زیادہ شاندار حصہ سلطان عبد المجید خاں غازی کا تھا۔ اور فی الحقیقت مسجد نبوی ؐ کی موجودہ شان و شوکت انھیں سلطان عبد المجید خاں کی حوصلہ مند عقیدت مندی کی پُر رونق یادگار ہے

سلطان عبد المجید خاں کے دورِ سلطنت میں جب چھت وغیرہ بدلنے کی ضرورت پیش آئی تو انھوں نے مسجد نبوی ؐ کو زیادہ شاندار اور مضبوط بنانے کی غرض سے عمارت کا کام از سر نو اٹھایا۔ دنیا کے مشہور ترین ماہر فن کاروں اور معماروں کو بلایا گیا۔ ستون اور دیواریں عمدہ قسم کے سنگ مرمر اور گراں قدر سُرخ رنگ کے پتھر سے تیار کرائے گئے۔ ستونوں کے لئے بغیر جوڑ کے [illegible]

سلیں وادی عقیق سے منگائی گئیں، جو بیر علی کے قریب مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے، فرش سارا کا سارا سنگ مرمر کا بنایا گیا اور چار چار ستونوں کے درمیان ایک گنبد تیار کرکے ساری چھت کو گنبددار بنا دیا گیا ان گنبدوں کے اندر اطراف میں نیز دیواروں میں ستونوں اور دروازوں پر قرآن کریم کی آیتیں اور اسماء اللہ اور اسماء رسول صلے اللہ علیہ وسلم بہت ہی خوشنما طور پر کندہ کرائے گئے۔ آیتیں اور سورتیں لکھنے میں خطاطوں نے وہ فن اور کمال دکھلایا کہ آج دیکھنے والے یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ آیتیں گویا ابھی نازل ہو رہی ہیں اور طبیعت چاہتی ہے ان کے لکھنے والوں کے ہاتھ چوم لئے جائیں۔

حرم شریف کا پانچواں دروازہ باب مجیدی اور اس کے اوپر کا پانچواں منارہ بھی اسی عقیدت مند سلطان کی یادگار ہیں۔ انھوں نے ساری مسجد میں بیش بہا قالین بچھائے اور بہت ہی خوبصورت قسم کے جھومر لٹکائے، یہ عالیشان عمارت ابھی ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ سلطان موصوف اس دنیا سے سدھار گئے اور بقیہ کام سلطان عبدالعزیز خاں نے مکمل کرایا۔ اور توسیع کا کام ۱۲۶۵ھ میں شروع ہوا اور پورے بارہ سال کے بعد ۱۲۷۷ھ میں انجام پایا۔ کہا جاتا ہے کہ سارے نقش ونگار زیب وزینت پر اور پوری عمارت پر تقریباً سات کروڑ روپے خرچ ہوئے۔

مسجد کے اسی سطحی نقشہ پر غور کرنے سے اصل مسجد نبوی اور ہر دور کے مختلف اضافوں کی صورت نمایاں طور پر واضح ہو جاتی ہے، اس کے بعد ۱۲۳۷ھ میں

فخری پاشا نے محراب نبویؐ اور محراب سلیمانی کی مرمت کی اور صحن کے قریب جو کنواں تھا اسکو انہوں نے بند کر دیا۔ پھر ۱۳۴۸ھ میں ملک عبدالعزیز ابن سعود نے مسجد کے چاروں طرف سے صحن کی زمین پر پتھر کا فرش بچھا دیا اور صحن کے غربی و شرقی جانب کے بعض ستونوں کو جو پھٹ رہے تھے اُن کو لوہے کی پیٹیوں سے کس دیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ الَّذِیْ بَنٰی ھٰذَا الْمَسْجِدَ وَعَلٰی مَنْ جَدَّدَہٗ وَعَمَّرَہٗ وَرَمَّمَہٗ وَمَنْ زَادَ فِیْہِ وَمَنْ یَزِیْدُ ط

ترجمہ:۔ اے اللہ رحمت بھیج اپنے نبیؐ پر کہ جنھوں نے اس مسجد کی بنیاد ڈالی اور اُن حضرات کرام پر بھی کہ جنھوں نے اس کی تعمیر، تجدید توسیع اور مرمت میں حصہ لیا۔ اور اُن پر بھی جو اس مبارک کام میں آیندہ شریک ہوں۔

نقشہ مسجد نبویؐ:۔

مسجد نبویؐ شہر کے مشرقی جانب ہے اور صورت و شکل میں مستطیل ہے۔ لمبائی شمال سے جنوب تک ۱۱۶ میٹر یعنی ۳۸۱ فٹ اور چوڑائی قبلی دیوار یعنی جنوبی دیوار کی چوڑائی ۸۶ میٹر یعنی ۲۸۲ فٹ ہے، اور پچھلے حصہ کی چوڑائی و جنوبی دیوار کی چوڑائی ۶۶ میٹر یعنی ۲۱۶ فٹ ہے یعنی جنوبی دیوار کی شمالی دیوار کی چوڑائی سے زیادہ ہے۔

مسجد کے دروازے

حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کل پانچ عالی شان دروازے ہیں[1]

۱۲۸ فٹ

۲۸۳ فٹ

۱۔ باب جبرئیل:۔ یہ دروازہ مسجد کے مشرقی جانب واقع ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے اور اسلحہ اتار رہے تھے کہ اتنے میں یہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام مسلح نظر آئے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع پہنچائی کہ اسلحہ اتارئیے نہیں کیونکہ بنی قریظہ کا فیصلہ شمشیر سے کرنا ابھی باقی ہے۔ اسی وجہ سے اس دروازہ کا نام باب جبرئیل پڑ گیا، حضرت جبرئیل اکثر اسی دروازے سے خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ زیارت اقدس کے لئے اسی دروازے سے داخل ہونا بہتر ہے۔

۲۔ باب النساء:۔ یہ دروازہ بھی مشرقی دیوار میں واقع ہے۔ اور خصوصاً مستورات کی آمد و رفت کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور دروازے کے قریب عورتوں کے لئے نماز وغیرہ پڑھنے کے واسطے صحن بنا ہوا ہے۔ یہ

---

[1] جدید سعودی تعمیر کے بعد سے پرانے دروازوں کی کل تعداد ۹ ہو گئی ہے جیسا کہ دوسری جگہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

باب النساء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی یادگار ہے۔

۳۔ **باب المجیدی** :۔ حرم شریف کے شمالی طرف یہ دروازہ ہے، اور سلطان عبدالمجید خاں کا قائم کیا ہوا ہے۔

۴۔ **باب الرحمۃ** :۔ یہ دروازہ مسجد کی غربی دیوار میں واقع ہے، اس سے باہر نکل کر بازار میں پہونچا جاتا ہے، عہد نبوی میں ایک مدت تک کچھ لوگ بارش کی دعا کرانے کے لئے بارگاہِ رسالت میں اسی دروازے سے حاضر ہوتے تھے۔ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے خوب برسات بھی ہوتی تھی، لہذا اس دروازہ کا نام باب الرحمۃ یعنی رحمت کا دروازہ پڑ گیا، اس دروازے کے باہر چند قدم کے فاصلے پر غسل خانے اور طہارت خانے بنائے گئے تھے، جو زائرین کی حاجت روائی میں سہولت کا سبب تھے۔

۵۔ **باب السلام** :۔ یہ دروازہ مسجد کے جنوبی غربی گوشہ میں واقع ہے، اور مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت یہ دروازہ بالکل سامنے پڑتا ہے، لہذا اسکو مسجد کا صدر دروازہ کہہ سکتے ہیں، ان کے دروازوں کے باہر "بواب" یعنی دربان بیٹھے ہوتے ہیں، جو بے شمار زائرین کے پاپوشوں کی حفاظت حیرت انگیز یاد کے ساتھ کرتے ہیں۔ وہ بہت خاموش اور قناعت پسند ہوتے ہیں اور ہر قسم کی امداد کے خاص مستحق، اس مقدس دربار کی دربانی بھی کس قدر قابل رشک ہے، مسجد کے یہ سب دروازے عشاء کی نماز کے تقریباً آدھ گھنٹہ بعد بند کر دئے جاتے ہیں۔[1]

---

[1] ان کے علاوہ نئے دروازوں کے نام یہ ہیں، ۱۔ باب الصدیق ۲۔ باب عمر رضی ۳، باب سعود ۴۔ باب عبدالعزیز

اس عظمت و جلال والی مسجد کے اندر چند خدام کے علاوہ اور کسی کو رہنے کی اجازت نہیں، اس کے بعد تہجد کے وقت یہ سب دروازے کھول دئے جاتے ہیں، لوگوں کو سحر کے وقت اطلاع دینے کی غرض سے اذان بھی ہوتی ہے، تاہم بعض اللہ کے نیک بندے تو اس قدر بےچین ہوتے ہیں کہ دروازہ کھلنے سے پہلے ہی چوکھٹ پر پہونچ جاتے ہیں اور دروازہ کھلتے ہی حرم نبوی میں پروانہ وار داخل ہو جاتے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد روضۂ جنت میں اپنی جگہ سنبھال کر تہجد اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہو جاتے ہیں، اللہ اکبر! یہ بھی کس قدر عظیم الشان سعادت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر قرب اور روضۂ جنت میں عبادت کا شرف و سرور حاصل ہو رہا ہے۔

منارے: حرم نبوی کے پانچ منارے ہیں، قبلی دیوار کے شرقی گوشہ میں جو منارہ ہے، وہ رئیسہ کے نام سے مشہور ہے، اس لئے کہ رئیس المؤذنین ہر دور میں یہیں سے اذان دیتے رہتے ہیں۔

باب المجیدی کے شرقی طرف کا منارہ، منارۂ سلیمانیہ اور اس کے غربی طرف کا منارہ منارۂ مجیدیہ کے نام سے موسوم ہے، اسی طرح باب السلام کے نزدیک والے منارہ کو منارۂ باب السلام کہا جاتا ہے، اور باب الرحمۃ کے منارہ کو منارۂ باب الرحمۃ کہتے ہیں۔

ستون: سب مسجدوں کی طرح مسجد نبوی کے بھی دو حصے کئے جا سکتے ہیں، ایک تو چھت والا مسجد کا دوسرا حصہ بغیر چھت کا صحن والا حصہ

بغیر چھت والے صحن کو حوہ کہتے ہیں اور اس میں باریک کنکریاں بچھائی ہوئی ہیں، کنکریاں بچھانے کا یہ طریقہ نبوی ﷺ دور کی یادگار ہے۔ اس حوہ کے پورب پچھم اور اتر طرف چھت اور وسیع دالان ہے، اور دکھن طرف مسجد والی حصہ کی حد ہے، کہنے کی ضرورت نہیں کہ حرم شریف کے دروازوں کے اندر جس قدر جگہ ہے خواہ وہ دالان ہو یا حوہ سب ہی مسجد کے حکم میں ہے

قبلہ کی طرف والی دیوار سے مسجد کے اندرونی حصے کے ستونوں کی تعداد بارہویں قطار تک ۱۶۱ ہے۔

باب الرحمۃ والے پچھمی دالان میں شمالی دیوار تک ۳۰ ستون ہیں، ...

باب مجیدی والے شمالی دالان میں ۱۸ ستون ہیں۔

مشرق کی طرف کے دالان میں صفہ تک ۴۸ ستون ہیں یہ کل ۲۳۰ ستون ہوئے، علاوہ اسکے جالی مبارک کے اندر چار ستون نظر آتے ہیں جس کے اوپر قبۂ خضرا قائم ہے۔ اسکے علاوہ چاروں طرف کی دیواروں سے لگے ہوئے ستونوں کی تعداد ۱۶۰ ہے۔[1]

یہ سب ستون لمبائی میں ۱۵ فٹ اور گولائی میں ۶ فٹ ہیں، ان میں سے بعض تو سنگ مرمر کے ہیں، اور بعض پر سنہری نقش کاری ہے، اور کچھ سرخ پتھر کے ہیں، ستونوں میں یہ فرق اسلئے رکھا گیا ہے کہ نیکینہ والا ایک ہی نظر میں

---

[1] نئی توسیع و تعمیر کے بعد ستونوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگئی ہے۔

سمجھا جائے کہ مختلف ادوار میں مسجد کی حد اور وسعت کہاں تک ہوئی بالفاظ دیگر
یہ ستون ایک کھلی ہوئی تاریخ کی کتاب کی طرح مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے
مختلف ادوار کو ظاہر کر رہے ہیں۔

مثال کے طور پر جو ستون سفید سنگ مرمر کے ہیں۔ اس سے روضۂ جنت
کی حد معلوم ہوتی ہے، اور دور نبوی ؐ میں اصل مسجد کہاں تھی اس کو بھی ظاہر کر رہے
ہیں۔ جن سرخ ستونوں پر سنہری نقش نگاری ہے، اس سے اصلی مسجد کی اونچائی
کا پتہ چلتا ہے، جو سادے سرخ پتھر کے ستون ہیں اس سے اصلی مسجد کے
صحن کی حد معلوم ہوتی ہے اور اس قسم کے ستونوں کے بالائی حصہ پر عربی
ب "مسجد نبوی ؐ کی حد" جلی حرفوں میں لکھی ہوئی ہے۔

ان سب ستونوں میں روضۂ جنت کے بعض ستون خصوصی وجوہات کی
اء پر زیادہ مبارک سمجھے جاتے ہیں، یہ رحمت کے ستونوں کے نام سے موسوم ہیں
اسب پر علیحدہ علیحدہ نام کندہ ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

ستون ابی لبابہؓ: حضرت ابو لبابہؓ ایک انصاری صحابی تھے، ایک مرتبہ
محصور یہودیوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے، ان کی گریہ وزاری کے جواب میں اپنی
ن کی طرف اشارہ کر کے گویا یہ ظاہر کر دیا کہ اب تمہیں زندہ نہ چھوڑا جائے گا اگرچہ انھوں
نے زبان سے اس حقیقت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ مگر اس کے باوجود
ن کی اس معمولی سی حرکت سے بھی ان کے دل میں اس بات کا فوراً احساس ہوا
حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک راز کو افشا کر دیا گیا ہے پس یہ

خیال آتے ہی سیدھے مسجد نبوی میں پہونچ کر صاحبزادی کے ہاتھوں زنجیر سے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ بندھوا دیا۔ اور عہد کر لیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہ فرمائے گا اسوقت تک میں یہیں جکڑا رہونگا، خواہ اسی حالت میں مجھے موت ہی کیوں نہ آجائے، صرف نماز اور قضائے حاجت کے لئے ان کی اہلیہ صاحبہ انھیں کھول دیا کرتی تھیں۔ اور پھر اسی ستون سے وہ باندھ دئے جاتے تھے، ۷۸ دن اسی حالت میں گذر جانے کے بعد ایک دن صبح کو جب کہ حضور پُرنور ام سلمہؓ کے حجرۂ مبارکہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابولبابہؓ کی توبہ قبول ہونے کی بشارت ایک آیت کے ذریعہ آپ پر نازل ہوئی۔ سب صحابہ کرامؓ اپنے جکڑے ہوئے رفیق کو خوشخبری سنانے اور کھولنے کے لئے دوڑ پڑے، لیکن حضرت ابولبابہؓ نے فرمایا کہ جب تک حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے مجھے رہا نہ فرمائیں گے میں یہاں سے الگ نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک جاں نثار کی اس مخلصانہ خواہش کو پوری کرنے کے لئے تشریف لائے اور کمال شفقت و محبت سے انھیں آزاد فرمایا۔ اسی وجہ سے اس ستون کو ستون توبہ بھی کہتے ہیں، لہذا اگر ہجوم نہ ہو اور کسی کو اذیت پہونچنے کا اندیشہ نہ ہو تو آپ بھی اس مبارک ستون کے پاس نماز پڑھ کر مغفرت کی دعا کریں۔ یہ ستون سُرخ رنگ کا ہے اور حجرۂ مبارکہ سے دوسرا اور منبر کی طرف سے چوتھا ستون ہے۔

۴ **ستون عائشہ**: ستون ابی لبابہ کے بازو میں حجرۂ مبارکہ سے تیسرا اور منبر کی طرف سے تیسرا پڑتا ہے یہ بھی سُرخ رنگ کا ہے، ایک مرتبہ

حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسی جگہ کی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ لوگوں کو اسکی فضیلت معلوم ہو جائے تو جگہ حاصل کرنے کے لئے قرعہ ڈالنے کی ضرورت پیش آجائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کو یہ جگہ بتلا دی، جہاں آج بھی یہ ستون قائم ہے۔

۳ ستون حارث:۔ ابتداء میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ کے باہر رات بھر کوئی نہ کوئی صحابی پہرہ دیا کرتے تھے، پہرہ دینے کی جگہ آج یہ ستون قائم ہے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (حق تعالیٰ تمہیں لوگوں سے بچائے گا) اس وقت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ ہٹا دیا۔

۴ ستون وفود:۔ یہ اس جگہ کی یادگار ہے۔ جہاں باہر سے آنیوالے وفود (ڈیپوٹیشن) سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات فرماتے تھے۔

۵ ستون سریر:۔ اس جگہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف.. فرمایا کرتے تھے۔ اور اعتکاف کے دنوں میں رات کو آرام بھی یہیں فرمایا کرتے تھے۔ آخری تینوں ستون جالی مبارک میں آگئے ہیں، یعنی جالی مبارک کا جو روضۂ جنت کی طرف کا حصہ ہے اس میں یہ تینوں ستون رہ گئے ہیں، جس کی وجہ سے ان ستونوں میں سے آدھے آدھے جالی کے باہر نظر آتے ہیں، اور آدھے حجرے کے اندر۔

۶۔ ستون جبرئیل:۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بھی وحی لاتے تھے تو اکثر بیشتر اسی جگہ پر حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

۷۔ ستون حنانہ:۔ یہ ستون محراب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی بازو پشت کی طرف محراب کے بالکل لگ کر اس کھجور کے تنے کی جگہ قائم ہے، جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ کر نئے منبر پر خطبہ دینے کے لئے تشریف لے گئے تو یہ ستون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رویا تھا۔

آپ کسی کی دل شکنی کئے بغیر اس مبارک ستون کے پاس بھی اگر جگہ حاصل کر سکیں تو نفل نماز پڑھ کر مغفرت وغیرہ کی جو دعا چاہیں مانگ لیں۔

روضۂ جنت:۔ روضہ جنت یعنی جنت کا باغیچہ، مسجد کے اس حصہ کو کہتے ہیں، جو جالی مبارک اور منبر کے درمیان واقع ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف سے ظاہر ہے۔

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ

(میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)

اس روضۂ جنت کی لمبائی تقریباً ۷۲ فٹ اور چوڑائی ۴۹ فٹ ہے۔

اور حدود روضہ کے اندر کل ۲۰ ستون ہیں۔

حضرت امام مالکؒ اور بعض دیگر بزرگوں اور علماء کے قول کے مطابق زمین کا یہ ٹکڑا فی الحقیقت جنت ہی کا ٹکڑا ہے، وہ جنت ہی سے لایا گیا ہے۔ اور جب

یہ فانی دنیا ختم ہو گی تو پھر اسے جنت ہی میں اس کی اصلی جگہ پر صحیح و سالم پہونچا دیا جائے گا۔

حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے روضۂ جنت کے اتنے حصے میں آدمیوں کی سخت ریل پیل اور ازدحام رہتا ہے، ہر شخص جنت کے اس باغ میں نماز، کلام پاک کی تلاوت اور ذکر الٰہی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مشتاق و بیتاب رہتا ہے، چنانچہ اکثر حجاج جذبۂ شوق و اشتیاق میں نماز عصر سے قبل ہی مسجد نبوی میں پہونچ کر روضۂ مبارک میں اپنی جگہ سنبھال لیتے ہیں۔ اور عشاء کی نماز کے بعد وہاں سے باہر نکلتے ہیں۔ اتنا وقت وہیں بیٹھ کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں، درود و استغفار میں اور کلام پاک کی تلاوت وغیرہ میں صرف کرتے ہیں، اگر وہ اس طرح نہ کریں تو روضۂ جنت میں جگہ کا ملنا ان کے لئے دشوار ہو جائے۔ سارے روضۂ جنت میں تقریباً ساڑھے چار سو سے پانچ سو تک نمازیوں کی گنجائش ہے۔ لیکن یہ بھی اللہ کی شان ہے کہ ہزاروں زائرین جو وہاں پہونچنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ جو اس مبارک روضہ میں جگہ پانے سے محروم ہو جائے۔ ہر ایک کو کبھی نہ کبھی موقعہ ملتا ہی رہتا ہے۔

محراب النبی ؐ: یہ اس مقدس محراب کی جگہ ہے جہاں سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ کے لمحے تک امامت فرماتے رہے اسے مصلی نبی بھی کہتے ہیں۔ اس محراب کو قائم کرنے میں ادب و احترام کا اس قدر لحاظ رکھا گیا ہے اور کمال تبلایا گیا ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ

کو اس خوبی سے محراب کے اندر لے لیا گیا ہے کہ اب اس محراب کے پاس نماز پڑھنے والے کی پیشانی اس جگہ پڑتی ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک رہا کرتے تھے۔

اللہ اکبر! اس سعادت اور روحانی کیفیت کو کن الفاظ میں بیان کیا جا سکے، محراب کے مجوف حصے کے داہنی جانب کی دیوار پر "ھٰذا مصلی النبی" لکھا ہوا ہے۔ اسی کتبہ کے عین سامنے کھڑے ہونے سے افضل مصلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔

یہ محراب سلطان قائتبائی کی قائم کی ہوئی ہے۔ اور ایک نہایت ہی عمدہ سنگ مرمر کی تقریباً ۹ فٹ اونچی بغیر جوڑ کے پتھر کی سِل سے بنائی گئی ہے، اس محراب سنہرے حروف میں قرآن مجید کی پوری آیت کندہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

اور اسکے دونوں طرف بھی نہایت عمدہ اور نادر سنہری نقش کاری میں اس مفہوم کی تحریر ہے کہ یہ مصلّٰی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، غیر موسم حج میں امام مسجد اسی محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے۔

محراب عثمانی :۔ یہ محراب قبلی دیوار میں ہے اور اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وقت تیار کرایا تھا جب کہ آپ مسجد کی وسعت و شان میں اضافہ فرما رہے تھے موسم حج میں حجاج کے اژدحام کی وجہ سے اسی محراب عثمانی میں امامت کے

سے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

اس محراب والی قبلی دیوار میں بہت ہی دیدہ زیب سنہرے حروف میں پوری سورہ فتح لکھی ہوئی ہے، اور گول دائرہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسمائے گرامی ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ خوشنما عبارت اپنے وقت کے شہرۂ آفاق خطاط عبداللہ پاشا مصری کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہے، جنھوں نے ساری مسجد میں اس قسم کے خوشنما تحریری کام کو تین سال میں پورا کیا تھا۔ اور یہ بھی ان فن کا ایک اعلیٰ کمال ہے کہ تقریباً ایک صدی گذرنے کے بعد بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی لکھا گیا ہے۔

محراب سلیمانی:۔ یہ محراب سلطان سلیمان خان نے بھیجی تھی، منبر کے پچھم جانب داہنی طرف لگی ہوئی ہے، یہ محراب عمدہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے جس پر خوبصورت نقش ونگار بھی ہے۔

محراب تہجد:۔ جالی مبارک کے پشت کی جانب صفہ کے سامنے یہ وہ مبارک جگہ کی یادگار ہے جہاں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

منبر شریف:۔ سلطان مراد خاں کا بھیجا ہوا تحفہ ہے، اور ٹھیک اسی جگہ رکھا گیا ہے جہاں اصل منبر نبوی تھا۔ یہ بھی پورا کا پورا سنگ مرمر کا ہے۔ اور اسکے بارہ یا چودہ زینے ہیں۔ اسکے آخر میں ایک جالی دار خوبصورت دروازہ بنا ہوا ہے۔

ابتداء میں حضور نبی اکرمؐ ایک کھجور کے تنے کے سہارے خطبہ فرمایا کرتے تھے اس کے بعد نبی کریمؐ کے لئے لکڑی کا ایک تین زینے والا منبر تیار کر دیا گیا، جب حضور پرنورؐ منبر پر تشریف لیجانے لگے تو کھجور کے اس تنے میں سے، اس جدائی پر بلبلاہٹ کی آواز آئی جس کو تمام صحابہ کرام نے جو وہاں موجود تھے سنی، آپ نے اس تنے پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا: اگر تو چاہے تو منبر کی جگہ تجھے قائم کر دوں، اور اگر چاہے تو جنت کے باغ میں تجھے لگا دوں، جہاں بہشت کی نہروں سے تیری آبیاری ہو سکے، اور جہاں تو ہمیشہ کے لئے پھلتا پھولتا رہے۔" چنانچہ تنے نے جنت میں رہنا پسند کیا۔ لہذا اُسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ اسکے بعد جب کبھی کبھی مسجد کی عمارت اور وسعت میں ردّ و بدل ہوتا رہا اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق پرانے منبر کی جگہ نئے منبر آتے گئے اور اس طرح موجودہ منبر ساتواں یا آٹھواں ہے، البتہ جو بھی منبر آیا وہ ٹھیک اصلی منبر نبویؐ کی جگہ پر ہی قائم کیا گیا۔

اصحاب صفہ:۔ صفہ کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے، یہ چبوترہ روضہ مبارک کی پشت پر محراب تہجد کے سامنے واقع ہے، اس چبوترہ کی لمبائی تقریباً ۴۰ فٹ ہے اور چوڑائی ۲۷ فٹ ہے اور زمین سے تقریباً ڈیڑھ فٹ اونچا ہے، یوں تو اس چبوترہ پر بالعموم خدام مسجد بیٹھتے ہیں لیکن موسم حج میں حجاج بھی وہاں بیٹھ کر قرآن وغیرہ پڑھتے ہیں۔

اللہ کے نزدیک اہل صفہ کا مرتبہ:۔ فقر و فاقہ بڑی اچھی چیز ہے بشرطیکہ کوئی اس کی قدر کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے

کہ مجھے (یعنی میری رضا اور خوشی) اپنے ضعیفوں کی خیر خبر لینے میں تلاش کرو، مال کے اعتبار سے ضعیف ہوں یا کسی اور اعتبار سے کیونکہ تم کو جو رزق ملتا ہے اور تمہاری جو مدد ہوتی ہے، وہ تمہارے ضعیفوں کی وجہ سے ہے، دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ عَنِ الْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ ۔ (مشکوٰۃ شریف)

(بہت سے وہ بندے جن کے بال بکھرے ہوئے ہیں، اور جن کو دروازوں سے ہٹا دیا جاتا ہے (ان کا اللہ کے یہاں یہ درجہ ہے کہ اگر اللہ سے کوئی کام کرانے کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرماتا ہے)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے عائشہ مساکین سے محبت رکھو اور ان کو اپنے سے قریب کرو (کیونکہ ایسا کرنے سے) اللہ تجھے اپنے سے قریب کرے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) مفلس مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھ گیا۔ اور یقین جانو اس وقت ان کے پاس کپڑوں کی اس قدر کمی تھی کہ ننگے پن کی وجہ سے ایک دوسرے کی آڑ لیکر اپنے بدن کو چھپا رہے تھے، وہیں ایک قرآن پڑھنے والا سب کو قرآن مجید سنا رہا تھا کہ اچانک حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، تو قرآن سنانے

والے صاحب خاموش ہو گئے، جب وہ خاموش ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور اسکے بعد فرمایا "تم کیا کر رہے تھے" ہم نے عرض کیا اللہ کی کتاب سن رہے تھے" یہ جواب سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ اُمِرْتُ
اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ

"سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو کر دیا ہے جن کے ساتھ مجھے اپنے آپ کو ٹھہرائے رکھنے کا حکم ہے۔

اس کے بعد آپ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے، تاکہ نشست کا امتیاز ختم کرنے کے لئے اپنے آپ کو ہم میں ملا کر برابری والی شان ظاہر فرما دیں۔

اسکے بعد آپ نے حلقہ بنانے کے لئے دست مبارک سے اشارہ فرمایا لہذا سب نے حلقہ بنالیا اور سب کے چہرے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مفلس مہاجروں کی جماعت تم یہ خوشخبری قبول کر لو کہ قیامت کے روز تم کو نور تام (پورا نور) عنایت کیا جائے گا۔ قیامت کے روز تم مالدار لوگوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ اور آدھا دن آج کل کے دنوں کے حساب سے پانچسو برس کے برابر ہو گا۔ یہ جنت میں مزے کر رہے ہوں گے۔ اور وہ حساب دے رہے ہوں گے۔ (ابوداؤد شریف و حلیۃ الاولیاء)

دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ نے ان کو مالداروں سے پہلے جنت میں

داخل ہونے کی خوشخبری سنائی تو ان کے چہروں کے رنگ کھل گئے۔ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ان کی خوشی دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ میں بھی ان میں سے ہوتا۔"

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ انعام کی آیت "وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ" کا شان نزول بیان فرماتے تھے کہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (یہ دونوں دنیا کے لحاظ سے مال و عزت والے تھے) جب بارگاہ رسالت میں پہنچے تو آنحضرت صلعم نے حضرت بلال رضہ، حضرت عمار رضہ، حضرت صہیب رضہ، اور خباب رضہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، جب ان دونوں کی نظر ان خاصان خدا پر پڑی تو ان کو حقیر سمجھا اور ان کے ساتھ بیٹھنے کو اپنی کسر شان سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں عرض کیا کہ آپ ہم کو اپنے پاس بٹھانے کا اس طرح موقعہ دیں کہ عرب ہماری فضیلت سمجھیں۔ آپ کے پاس عرب کے وفود آتے ہیں لہذا ہم کو شرم آتی ہے کہ آنیوالے لوگ ہم کو غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں۔ لہذا جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں تو ان کو ہمارے ساتھ نہ بیٹھنے دیا کریں، اور جب ہم آپ سے گفتگو کر کے فارغ ہو جائیں تو چاہیں آپ ان کو اپنی مجلس میں بٹھالیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ گفتگو جب سنی تو ان کو اسلام سے مانوس کرنے کے لئے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ آپ اس کا عہد نامہ لکھدیں۔ لہذا آپ نے ایک کاغذ منگایا اور لکھنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ

کو بلایا گیا تاکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے،

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ .

ترجمہ:۔ اور ان کو دور نہ کیجئے جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اس کی رضا کا قصد کرتے ہیں، ان کا حساب ذرا بھی آپ سے متعلق نہیں۔ اور آپ کا ذرا بھی ان سے متعلق نہیں ہے کہ آپ ان کو نکالدیں اور بے انصافوں میں سے ہو جائیں۔

اس آیت میں حضرات فقرائے مہاجرین کی یہ تعریف فرماتے ہوئے کہ اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ مجلس سے ہٹانے کی ممانعت فرمائی اور پھر اگلی آیت میں ایسی بیجا درخواست کرنے والوں کے متعلق فرمایا۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۔

ترجمہ:۔ اور اسی طور پر ہم نے ایک دوسرے کے ذریعہ آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یوں کہیں کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے انتخاب

کر کے ان پر اللہ نے فضل کیا ہے۔ کیا اللہ شکر گزاروں
کو خوب جاننے والا نہیں۔
اس کے بعد اللہ جل شانہ نے ایمانداروں کی قدر بڑھانے کیلئے فرما
وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ
عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۔

ترجمہ:۔ اور جب آپ کے پاس وہ آدمی جو ہماری آیات پر ایمان
رکھتے ہیں تو ان سے سلام علیکم فرمائیے۔ اور یہ بھی فرمائیے کہ
تمہارے رب نے رحمت اپنے ذمہ کر لی ہے۔
اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر
اثر ہوا کہ آپ نے اس کاغذ کو پھینک دیا اور ہم مسکینوں کو بلایا، ہم حاضر ہوئے
تو حضور اقدس ﷺ نے سلام علیکم فرمایا، (جیسا آیت میں ارشاد ہوا تھا) اور ہم آپ سے
اس قدر قریب بیٹھ گئے کہ اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دئے
ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مجلس سے فقراء کو نہ
کو نہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا لیکن یہ بات ضرور تھی کہ جب تک آپ کو بیٹھنا ہوتا تھا تو ہم
ساتھ بیٹھے رہتے تھے۔ اور جب تشریف لے جانا ہوتا تھا تو ہم کو چھوڑ کر چلے
تھے۔ لہذا اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ

عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ
هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهُ فُرُطًا

ترجمہ:۔ اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھیئے جو اپنے رب کو
صبح و شام پکارتے ہیں۔ محض اسکی رضا چاہتے ہیں اور دنیوی
زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے نہ ہٹنے
پائیں۔ اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے قلب کو ہم نے
اپنی یاد سے غافل رکھا ہے۔ اور اپنی نفسانی پر چلتا ہے
اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے
نازل ہونے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے (یعنی فقرائے مہاجرین) کے
ساتھ یہ طرز عمل ہوگیا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم بیٹھے رہتے تھے
اور جب وہ وقت ہو جاتا تھا جس پر آپ کو اٹھنا ہوتا تو ہم خود ہی اٹھ جاتے تھے،
اور آپ کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اگر ہم نہ اٹھتے تو آپ بیٹھے رہتے تھے، اور ہم کو چھوڑ کر
اٹھ جانا گوارا نہ فرماتے تھے۔ خواہ کتنی ہی دیر ہو جاتی۔

دوسری روایت میں ہے کہ جس کے راوی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
ہیں کہ جب سورہ کہف کی مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
فقرائے مہاجرین کی تلاش کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے، حتیٰ کہ یہ حضرات آپ کو

مسجد کے آخری حصہ میں مل گئے، ان حضرات پر نظر پڑی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يُمِتْنِيْ حَتّٰى اَمَرَنِيْ اَنْ
اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَ قَوْمٍ مِّنْ اُمَّتِيْ

"یہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس سے پہلے موت
نہیں دی، جب تک کہ مجھے یہ حکم نہیں کہ اپنی امت میں سے
ایک جماعت کے ساتھ اپنے کو ٹھہرائے رکھوں۔

اسکے بعد آپ نے فرمایا، "مَعَكُمُ الْمَحْيَا وَمَعَكُمُ الْمَمَاتُ، یعنی میرا مرنا اور جینا تمہارے ہی ساتھ ہے۔ حضرت جعیل بن سراقہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اصحاب صفہ میں سے تھے، اور بہت ہی زیادہ مسکین اور حال سے بے حال تھے۔ ایک موقعہ پر حضور اقدس ؐ نے مال تقسیم فرماتے ہوئے ان کو کچھ نہ دیا اور اقرع بن حابس کو سو اونٹ دئے، کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کی قبضہ میں میری جان ہے، عیینہ اور اقرع جیسوں سے ساری زمین بھی بھری ہو تو اللہ کے نزدیک تنہا جعیل ان سب سے بہتر ہوگا۔ رہی لینے دینے کی بات تو ان کو اسلام قبول کرنے کے لئے مال دے کر مائل اور مالوف کرتا ہوں اور جعیل کے لئے اسلام کافی ہے، اس کے نزدیک مال کی کچھ حقیقت نہیں۔ اسے اسلام ہی پر مگن رہنا چاہیئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے سوال کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تبلاؤ جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا، صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اسکے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ یہ جواب سنکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے وہ

فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ تُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ
يَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِيْ صَدْرِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُ
بِهَا قَضَاءً اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

فقراء مہاجرین داخل ہوں گے، جن کی وجہ سے تکلیف دینے والی چیزوں اور حالتوں سے بچا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے امت کو تکلیف دینے والی چیزوں اور حالتوں سے بچاتے ہیں۔ وہ بیچارے سینوں میں اپنی حاجتیں دبائے ہوئے دنیا کو چلے جاتے ہیں، جن کے پورا کرنے کی کوئی صورت ان کے پاس نہیں ہوتی۔

اس کے بعد حضور اقدس ؐ نے فرمایا کہ جب وہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے لگیں گے تو فرشتے کہیں گے کہ ہمارے رب! ہم تیرے فرشتے ہیں۔ اور تیرے مقرر کردہ انتظاموں کے مہتمم ہیں اور تیرے آسمانوں کے رہنے والے ہیں، ان کو ہم سے پہلے جنت میں داخل نہ فرما۔ اس کے جواب میں اللہ جل شانہٗ فرمائے گا

یہ میرے خاص بندے ہیں جنھوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا اور ان کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ دنیا میں یہ مصیبت کی چیزوں سے مخلوق کو بچانے کا ذریعہ تھے، اور ان کے صبر و استقلال کا یہ عالم تھا کہ ان کو اس حالت میں موت آتی تھی کہ اپنی حاجتیں سینوں میں دبائے ہوئے تھے، جن کو پوری کرنے کی کوئی راہ ان کے پاس نہ تھی۔ لہذا ان کی یہ فضیلت سن کر ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس جنت میں یوں کہتے ہوئے پہنچیں گے:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

ترجمہ: "تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم نے صبر کیا تو اس جہان میں تمہارا یہ انجام ہوا"

• **اسمائے اصحاب صفہ**:۔ اصحاب صفہ کے اسمائے گرامی کی صحیح تعداد متعین نہیں۔ تخمینی تعداد ۷۰ سے اوپر ہی ہے۔ کچھ اسماء درج ذیل کئے جاتے ہیں حضرت حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں جن اصحاب صفہ کے اسمائے گرامی درج کئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت سلمان فارسی رضؓ
۲۔ " عمار بن یاسر رضؓ
۳۔ " مقداد بن الاسود رضؓ
۴۔ " ابو عبیدہ بن الجراح رضؓ
۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ
۶۔ " خباب بن الارت رضؓ
۷۔ " بلال ابن رباح رضؓ
۸۔ " صہیب بن سنان رضؓ

۹	حضرت ابولبابہ بن المنذر رضہ	۲۲	حضرت ابوالبشر کعب بن عمر رضہ
۱۰	” زید بن الخطاب عمر فاروق رضہ کے بھائی	۲۳	” ابوذر غفاری رضہ
۱۱	” ابو کبشہ ... رضہ	۲۴	” عبداللہ بن زید الجہنی رضہ
۱۲	” ابو مرثد العدوی رضہ	۲۵	” ثوبان مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رضہ
۱۳	” صفوان بن بیضا رضہ	۲۶	” سائب بن خلاد رضہ
۱۴	” ابو عبس بن جبر رضہ	۲۷	” حبیب بن لیاف رضہ
۱۵	” سالم بن عمیر رضہ	۲۸	” عتبہ بن مسعود رضہ
۱۶	” سالم مولیٰ بن حذیفہ رضہ	۲۹	” حجاج بن عمرو الاسلمی رضہ
۱۷	” مسطح بن اثاثہ رضہ	۳۰	” عبداللہ بن انس رضہ
۱۸	” عکاشہ بن محصن	۳۱	” ابوالدرداء رضہ
۱۹	” مسعود بن الربیع رضہ	۳۲	” ابوہریرہ دوسی رضہ
۲۰	” عمیر بن عوف رضہ	۳۳	” معاذ بن حارث القاری رضہ
۲۱	” عویم بن ساعدہ رضہ	۳۴	” ثابت بن ودیعہ رضہ

محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات کے اسمائے گرامی لکھ کر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

نقلت ھذہ الاسامی من اخبار کثیرۃ
فیما ذکر اھل الصفۃ النازلین مسجد المدینۃ

” ان ناموں کو میں نے بہت سی متفرق حدیثوں سے اخذ کر کے

بغیر سند کے لکھدیا ہے جن میں اصحاب صفہ اور ان کے ساتھ
مسجد میں آکر قیام کرنے والوں کا ذکر ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء میں جن حضرات کو اصحاب صفہ
میں تسلیم کیا ہے یا جن کے اصحاب صفہ میں سے ہونے کی تغلیط نہیں کی وہ
یہ ہیں:-

۱	حضرت اسماء بن حارثہ رضؓ	۱۵	حضرت الحکم بن عمیر رضؓ
۲	״ براء بن مالک رضؓ	۱۶	״ حرملۃ بن ایاس رضؓ
۳	״ ابو ذر غفاری رضؓ	۱۷	״ خباب بن الارت رضؓ
۴	״ اغر المزنی رضؓ	۱۸	״ خنیس بن حذافہ رضؓ
۵	״ بلال بن رباح رضؓ	۱۹	״ خریم بن فاتک رضؓ
۶	״ ثوبان مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رضؓ	۲۰	״ خریم بن اوس الطائی رضؓ
۷	״ ثقیف بن عمرو رضؓ	۲۱	״ حبیب بن یساف رضؓ
۸	״ جرہد بن خویلد رضؓ	۲۲	״ دکین بن سعد المزنی رضؓ
۹	״ جعیل بن سراقہ رضؓ	۲۳	״ عبد اللہ بن ذو البجادین رضؓ
۱۰	״ جاریہ بن جمیل رضؓ	۲۴	״ ابو لبابہ انصاری رضؓ
۱۱	״ حذیفہ بن اسید رضؓ	۲۵	״ ابو رزین رضؓ
۱۲	״ حارثہ بن النعمان رضؓ	۲۶	״ زید بن الخطاب رضؓ
۱۳	״ حازم بن حرملہ رضؓ	۲۷	״ سلمان فارسی رضؓ
۱۴	״ حنظلہ بن ابی عامر رضؓ	۲۸	״ سعید بن ابی وقاص رضؓ

۲۹ حضرت سعید بن عامر رضؓ
۳۰ " سفینہ رضؓ
۳۱ " سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضؓ
۳۲ " سالم بن عبید بن الاشجعی رضؓ
۳۳ " سالم بن عمیر رضؓ
۳۴ " سائب بن خلاد رضؓ
۳۵ " سقران مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رضؓ
۳۶ حضرت شداد بن رضؓ
۳۷ " صہیب بن سنان رضؓ
۳۸ " صفوان بن بیضا رضؓ
۳۹ " طخفہ بن قیس رضؓ
۴۰ " طلحہ بن عمر رضؓ
۴۱ " طفاوی دوسی رضؓ
۴۲ " عبداللہ بن مسعود رضؓ
۴۳ حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حجرہ مبارکہ:۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر سے فراغت پا کر ازواج مطہرات کے لئے یکے بعد دیگرے نو حجرے تعمیر کرائے، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا حجرہ مسجد سے بالکل قریب بنایا۔ جیسا کہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

" حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے تو سر مبارک میری طرف کر دیتے تھے، اور میں اپنے حجرہ میں بیٹھی ہوئی آپ کے بال مبارک درست کر دیا کرتی تھی، اور آپ جب مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے تو ضرورت کے بغیر گھر میں تشریف نہ لاتے تھے۔

حجرہ شریفہ:۔ جیسا کہ اوپر بیان گذر چکا ہے، یہ حجرہ مبارکہ کچی اینٹوں کا تھا اور اسکے درمیان ایک دیوار ڈالی گئی تھی، جس سے حجرے کے

دو کمرے ہو گئے تھے۔ ایک مسجد کی طرف (جانب مغرب) پڑتا تھا جو آج بھی باب الوفود کے نام سے موجود ہے، اور دوسرا شمال کی طرف جو کہ عبائی مبارک کے اندر آ گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حجرۂ مبارک (عائشہؓ) میں ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ بروز دوشنبہ وفات پائی۔ اور یہیں حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم قبر منور میں آرام فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک جانب مغرب، قدم مطہرہ مشرق کی طرف اور چہرہ انور قبلہ رُخ جانب جنوب ہے۔

۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۳ھ میں جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ کی قبر شریف اسی حجرۂ مبارک کے اندر حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کی سیدھ میں آن سر مبارک یعنی تقریباً ایک فٹ نیچے بنا کر رکھا گیا ہے۔

اسکے بعد ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ میں بروز پنجشنبہ جب حضرت عمر رضؓ کی وفات ہوئی تو آپ کو حضرت ابو بکر رضؓ کی پشت مبارک کی طرف اس طرح قبر شریف میں رکھا گیا کہ حضرت عمر رضؓ کا سر مبارک حضرت ابو بکر رضؓ کے سینۂ مبارک کی سیدھ میں ہے، یعنی مزید ایک فٹ نیچے رکھا گیا ہے، حجرۂ شریف کے اندر ایک اور قبر کی جگہ خالی پڑی ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رکھی گئی ہے۔

حضرت عمر رضؓ کے دور خلافت میں اس حجرہ شریف دیواریں اصلی بنیادوں

پر ہی کچی اینٹوں سے تیار کی گئی تھیں، ولید بن عبدالملک کے دور میں جب ازواج مطہرات کے حجروں کو مسجد میں شامل کر لیا گیا، تو اس حجرۂ عائشہ رض کی اصل کچی دیواریں قائم رکھی گئیں، اور ان کے چاروں طرف بہت ہی گہری بنیادیں کھود کر پانچ گوشوں والی مضبوط پتھر کی دیوار کھڑی کر دی گئی جس کے اوپر کے حصے کی شکل مثلث اور نیچے کی مربع بنا دی گئی۔ اس گوشہ دیوار اور حجرہ شریف کے درمیان تینوں طرف ایک ایک دو دو ہاتھ جتنی جگہ چھوڑ دی گئی ہے، لیکن غربی جانب سر مبارک ہے وہاں دونوں کے درمیان ذرا بھی جگہ نہ چھوٹ سکی۔ لہذا پانچ گوشہ عمارت نظر آ رہی ہے اصلی تینوں قبریں اسکے اندر آ گئی ہیں۔ حضرت بن عبدالعزیز نے اس دیوار کو پنج گوشہ اس لئے بنایا کہ بیت اللہ شریف کے ساتھ اسکی مشابہت نہ ہونے پائے ورنہ لوگ جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے اس کا بھی طواف کہیں نہ کرنے لگیں۔ اس وقت تک روضہ مبارک پر گنبد نہ تھا، ۶۷۸ھ میں حجرۂ مبارک کی دیواروں پر لکڑی کا پہلا قبہ بنایا گیا۔ اس کے بعد ۸۹۲ھ میں سلطان قائتبائی نے پنج گوشہ دیوار پر ایک دوسرا قبہ بنا دیا۔ اس پر سیسہ کی چادر کی طرح سبز رنگ لگا دیا گیا آخر میں سلطان محمود بن عبدالحمید عثمانی نے ۱۲۳۳ھ میں اسے از سر نو بنا کر اس پر گہرا رنگ سبز چڑھایا جس کی وجہ سے اس کا نام قبہ خضرا یعنی سبز گنبد پڑا اور اب تک اس مبارک گنبد کا جو سبز رنگ باقی ہے، یہ اسی کی یادگار ہے، جس کو سلطان محمود عبدالحمید نے رنگا تھا

ایک سازش اور سیسے کی دیوار

۵۵۷ ھ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو قبر شریف سے نکال لے جانے کے لئے ایک نصرانی بادشاہ نے دو عیسائیوں کو مدینہ شریف بھیجا۔ یہ دونوں اسلامی بھیس میں رباط عثمانی میں رہنے لگے، دکھاوے کے لئے تو یہ لوگ رات دن یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے، لیکن فی الحقیقت ان کا کام یہ تھا کہ رات بھر رباط سے قبر شریف تک کھودتے جاتے تھے، اور سرنگ کی مٹی پانی کی مشکوں میں بھر بھر کر جنت البقیع کی طرف لیجا کر بہت دور پھینک آتے تھے۔ سلطان نورالدین زنگی شہید نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دو بھوری آنکھوں والے طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہیں۔

اَنْجِدْنِيْ وَانْقِذْنِيْ مِنْ هٰذَيْنِ ۝

"میری مدد کرو اور ان دو شخصوں کے شر سے بچاؤ"

سلطان موصوف گھبرا کر اٹھے اور فوراً ہی نہایت تیز رفتار اونٹنیوں پر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ خوب تیزی کے ساتھ رات دن سفر کرتے ہوئے ۱۶ دن کے عرصہ میں مصر سے مدینہ منورہ پہونچے۔ مدینہ منورہ پہونچکر وہاں کے سب پردیسیوں کو ایک دعوت پر بلایا، جب سب آپہونچے تو سلطان موصوف نے بہت غائر نظر سے ان سب کے چہروں کو دیکھا، لیکن ان میں ان دو شخصوں کا پتہ

نہیں لگا۔ سلطان نے جب دریافت کیا کہ کیا کوئی باقی تو نہیں رہ گیا تو لوگوں نے کہا کہ
ہاں دو مغربی زائد باقی رہ گئے ہیں، جو گھر سے باہر نکلتے ہی نہیں اور دنیوی کاروبار سے انھیں
کوئی سروکار نہیں، وہ دن رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں، سلطان اس کے
بعد رباط عثمان پہونچے، ان دو شخصوں کو دیکھ کر پہچان گئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو خواب
میں بتلائے گئے تھے، دونوں بہت ہی بزرگ اور پرہیزگار معلوم ہوتے تھے۔ اور ان کے
پاس کئی مذہبی کتابیں بھی پڑی معلوم ہوتی تھیں۔ علاوہ اسکے کمرے کے بیچ میں
ایک ٹاٹ کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ اور اس پر مصلیٰ رکھا ہوا تھا، سلطان کے دل میں
معًا یہ خیال گذرا اور انھوں نے مصلیٰ اٹھالیا۔ تو دیکھتے ہیں کہ ایک پتھر کی
سل وہاں رکھی ہوئی ہے۔ اس سل کو جب ہٹایا تو ایک سرنگ نظر آئی جو
قبر مبارک کے قریب تک پہونچ گئی تھی۔ مجرموں نے جرم کا اقرار کیا۔ اور
سلطان نے علماء سے فتویٰ حاصل کر کے ان دونوں مجرموں کو اپنے سامنے
تہ تیغ کرا دیا۔

اس نیچ گوشہ عمارت کے چاروں طرف زمین کو اتنا کھودا گیا کہ پانی نکل
آیا، اور پھر لاکھوں من سیسہ پگھلا کر اس میں بہا دیا گیا۔ اور... طرح آب سے سطح زمین
تک قبر شریف کے ارد گرد ایک زائد سیسہ کی دیوار ہے جس کی وجہ سے کہیں سے
بھی کوئی دشمن قبر شریف تک نہ پہونچ سکے۔

یہ سیسہ کی دیوار تو چونکہ زمین کے نیچے ہے، لہٰذا اب دکھائی نہیں دیتی
لیکن اسی دیوار پر جالی مبارک قائم کر دی گئی ہے، ابتداء میں یہ جالی لکڑی کی تھی لیکن

بعد میں پیتل اور تانبے کی بنائی گئی جو آج تک موجود ہے۔ الغرض اب تینوں مبارک
مزاریں دیواروں کے اندر اور دو گنبد کے نیچے ہیں۔ ایک دیوار تو اصل حجرۂ عائشہ
کی اس کے بعد پنج گوشہ والی دیوار اور اس کے بعد سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور
اس کے اطراف میں جالی مبارک کا چوتھا پردہ روضۂ نبی ﷺ کی اس ساری مجموعی عمارت کو
مقصورہ شریف کہتے ہیں۔
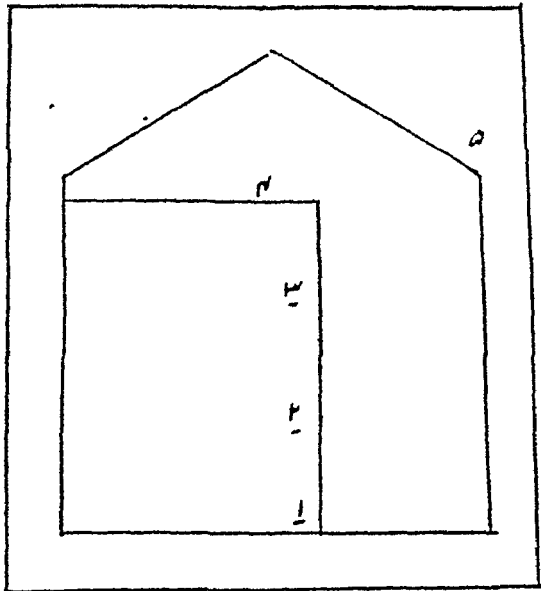
مسجد نبوی کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجد الحرام کے سوا دنیا کی دوسری سب مسجدوں میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میں خاتم النبیین ہوں، اور میری یہ مسجد نبیوں کی مسجدوں میں سب سے آخری مسجد ہے، اور وہ زیادہ مستحق ہے کہ اسکی زیارت کی جائے اور مسجد الحرام کے بعد اسکی طرف سفر کیا جائے۔

حضرت ابوامامہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے وضو کرکے میری مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے نکلا اور اس میں نماز پڑھی تو اسکی نماز ایک حج کے برابر ہے۔

مدینہ منورہ کی دیگر زیارات

۱۔ **دار سیدنا ابی ایوب انصاری رض** :۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر سرکار دو عالم ؐ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں پہلے اسی مقام پر قیام فرمایا تھا۔ مسجد نبوی کے بالکل قریب ہے۔

۲۔ **مشہد سیدنا عثمان ذی النورین رض** :۔ یہ وہ مقام ہے جہاں باغیوں کے ہاتھ سے جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رض قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ حرم نبوی کے متصل ہے۔

۳۔ **دار عشرہ مبشرہ** :۔ دس صحابہ کرام رض جن کو حضور اکرم ؐ نے جنت کی بشارت دی۔ وہ یہاں پر رونق فرما تھے، اسی مقام پر ابو بکر صدیق رض کے ہاتھ پر مسلمانوں نے بیعت کی تھی۔ اور یہیں سے الٰہی سلطنت کی بنیاد پڑی اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے والی امر کے انتخاب میں عام حق وراثت پر قابلیت اور دینداری کو ترجیح دی گئی۔ اسی کی برکت سے دنیا میں سر سبز و کامیاب ہوئے، اور آج اسی اصول پر دنیا کی اور دوسری اقوام عمل پیرا ہیں۔

۴۔ **دار سیدنا امام حسن رض** :۔ یہ مکان سیدنا امام حسن رض کا مشہور ہے آج کل اسی میں شیخ الاسلام کا کتب خانہ ہے۔

۵۔ **دار بنی النجار** :۔ مدینہ منورہ میں اسی مقام پر حضور ؐ نے قیام

فرمایا تھا۔ بنی نجار کی مخدرات اور لڑکیوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں دف بجا کر

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِیْ نَجَّار

اور دوسرے اشعار گائے تھے۔

۱۰۔ جنت البقیع:۔ یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو شہر سے متصل مشرقی جانب ہے، حضور پُر نور اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت فاروق رضؓ کی زیارت کے ساتھ اس قبرستان کی زیارت بھی روزانہ بالخصوص جمعہ کے روز مستحب ہے، اس مقدس قبرستان میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور بے شمار اولیاء اللہ آرام فرما ہیں۔

حضرت عثمان ذی النورین بھی بقیع کے مشرقی گوشہ کے قریب مدفون ہیں۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ[1] اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے سوا تمام ازواج مطہرات حضرت ابراہیم بن رسول اللہ، عثمان ابن مظعون رضؓ، رقیہ بنت الرسول، فاطمہ، فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علی رضؓ، عبدالرحمٰن ابن عوف، اسد بن زرارہ، سعد ابن وقاص، عبداللہ ابن مسعود، خنیس بن ابی حذافہ، حضرت عباس رضؓ رسول اللہؐ کے چچا، سیدنا حضرت حسن ابن علی رضؓ، حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت صفیہ (حضورؐ کی پھوپھی) رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سب حضرات اسی قبرستان میں آرام فرما ہیں۔ امام القراء حضرت نافع اور امام مالک

[1] حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ مکہ معظمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں آرام فرما ہیں، اور حضرت میمونہ رضؓ مکہ اور مدینہ کے درمیان سرف گاؤں میں مدفون ہیں۔

صاحب المذہب اسی میں مدفون ہیں۔

بقیع میں داخل ہو کر اس طرح سلام عرض کیجئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا

۷۔ **زیارت شہداء احد:۔** مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تین میل کے قریب وہ مقدس پہاڑ ہے جس کے متعلق محبوب رب العالمین ؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔

اُحُدٌ جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ یعنی احد ہم کو محبوب رکھتا ہے، اور ہم احد کو۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضؓ کا مزار اسی جگہ ہے، اور سیدنا حمزہ رضؓ کے پاس حضرت عبداللہ بن جحش رضؓ اور حضرت مصعب بن عمیر رضؓ ہیں اور تقریباً دو سو ہاتھ کے فاصلہ پر غربی جانب میں باقی شہداء کرام آرام فرما ہیں۔ آداب زیارت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سب حضرات پر سلام عرض کریں۔ اور احد کے درختوں سے کوئی چیز کھانا مسنون ہے۔

۸۔ **مسجد قبا:۔** مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے، نبی کریم ؐ نے مع صحابہ کرام کے اپنے دست مبارک سے اس کو تعمیر فرمایا۔ مسجد حرام، مسجد نبوی ؐ مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مساجد سے افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ اِنَّ صَلٰوۃَ رَکْعَتَیْنِ کَعُمْرَۃٍ۔ یعنی مسجد قبا میں دو رکعت کا ثواب مثل عمرہ کے ہے۔

۹۔ **مسجد فتح**:۔ جبل سلع کے غربی کنارہ پر ہے، اس مسجد میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کی دعا قبول فرمائی۔ اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ مسجد فتح، مسجد سیدنا سلمان، مسجد سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ یہ سب قریب قریب ہیں اور خمسہ مساجد کے نام سے مشہور ہیں۔

۱۰۔ **مسجد جمعہ**:۔ قبا کے نئے راستے مشرق کی جانب ہے، سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں پڑھا۔

۱۱۔ **مسجد مصلّٰی**:۔ مناخہ کے جنوب غرب میں ہے، رسول اللہ علیہ وسلم اس جگہ عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

۱۲۔ **مسجد سقیا**:۔ باب عنبریہ کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے جس کو قبۃ الروس کہتے ہیں۔ اور ایک کنواں ہے جسے بیر سقیا کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کو تشریف لے جاتے ہوئے اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی۔

۱۳۔ **مسجد ذباب**:۔ جبل احد کے راستے میں ہے۔

۱۴۔ **مسجد قبلتین**:۔ مدینہ کے شمال و غرب میں وادی عقیق کے قریب ایک ٹیلہ ہے

۱۵۔ **مسجد الفضیخ**:۔ مسجد قبا کے شرق میں ہے

۱۶۔ مسجد بنی قریظہ:۔ مسجد فضیخ سے مشرق کی طرف تھوڑے فاصلے پر ہے۔

۱۷۔ مسجدہ:۔ بستان بحیری اور باطین صدقہ کے درمیان ہے۔

۱۸۔ مسجد الاجابۃ:۔ بقیع کے شمال مشرق میں ہے۔

۱۹۔ مسجد ابی بن کعب:۔ بقیع کے متصل ہے۔

۲۰۔ مسجد بنی حرام:۔ مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع کی گھاٹی میں داہنی طرف ہے۔

۲۱۔ مسجد سیدنا ابوبکر صدیق رض:۔ مسجد مصلٰی کے قریب ہے۔

۲۲۔ مسجد سیدنا ابراہیم بن محمد رسول اللہ ؐ:۔ عوالی مسجد بنی قریظہ سے شمال کی جانب ہے۔

۲۳۔ بیر اریس:۔ یہ کنواں مسجد قبا کے متصل غربی جانب ہے۔

۲۴۔ بیر غرس:۔ موضع قربان میں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پر شمال مشرق میں واقع ہے۔

۲۵۔ بیر بضاعہ:۔ شامی دروازہ سے باہر متصل باغ بنی ساعدہ میں ہے

۲۶۔ بیر رحا:۔ باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے۔

۲۷۔ بیر عہن:۔ عوالی میں مسجد قبا سے شرق میں مسجد شمس کے قریب ہے۔

۲۸۔ بیر رومہ یا بیر عثمان:۔ مدینے کے شمال و غرب میں وادی عقیق کے کنارے پر جنگل میں مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے

۲۹۔ مشہد سیدنا علی العریض :۔ یہ امام جعفرؓ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ عراق سے خشکی کے راستے سے آنے والوں یہاں پر قرنطینہ کیا جاتا ہے

یوں تو مدینہ کی ہر چیز پیاری اور برکت والی ہے۔ اور لوگ تحائف کے طور پر وہاں سے بہت سی چیزیں اپنے اپنے ذوق کے مطابق لے آتے ہیں، لیکن مدینہ شریف کا خاص تحفہ تو وہاں کی کھجوریں اور خاکِ شفا ہے، جس کی برکتیں اور فضیلتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ,, بیشک مدینہ کی مٹی میں ہر بیماری کے لئے شفا ہے،، مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص صبح سویرے سات دانے عجوہ کھجور کے کھالے تو اس دن اسے زہر نقصان پہنچا سکے گا نہ جادو۔

اسی طرح برنی اور صیحانی کھجوروں کے لئے بھی حدیث شریف میں بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ ہاں روغن بلسان اور شہد بھی وہاں سے اصلی مل جائے تو لے لیا جائے۔

واپسی :۔ مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت مرقد اطہر پر حاضر ہو کر گریہ و زاری کے ساتھ درد و غم کے ساتھ ادب و احترام کو ہر وقت ملحوظ رکھتے ہوئے صلوٰۃ و سلام عرض کرو، اور اپنا دلخراش جدائی پر افسوس اور رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تقصیرات کی اور غفلتوں پر ندامت کرتے ہوئے توبہ و استغفار کرو۔ توفیق و ہدایت اور ہر امر میں اتباعِ سنت کی دعائیں خوب دل سے مانگ لو۔

اور وہاں کے محتاجوں کو، دربانوں کو اور فقراء کو صدقہ و خیرات دے کر خوش کرو۔ اور یہ بھی دعا کرو کہ یہ آخری موقعہ نہ ہو، بلکہ حق تعالیٰ اس نورانی مقام کی زیارت بار بار کرائے۔ اس جدائی کے موقعہ پر آپ کے دل سے اس قسم کے تاثرات نکلتے ہوں ؎

نہ عجلت کرو وقتِ رخصت رفیقو ⁂ کہاں میں کہاں پھر دیارِ مدینہ

کہاں ہند میں وہ بہارِ مدینہ ⁂ بس اب میں ہوں اور یادگارِ مدینہ

الٰہی دکھا پھر بہارِ مدینہ ⁂ کہ دل ہے بہت بیقرارِ مدینہ

میسر ہو پھر ہم کو یارب زیارت ⁂ کہ ہم ہیں بصد اشک بارِ مدینہ

بصد عیش سوؤں میں تا صبحِ محشر

جو ہو میرا مرقد کنارِ مدینہ

حرم میں وہ جانِ حرم یاد آئے

از: فوق جامی صاحب

خوشی یاد آئی نہ غم یاد آئے
حرم میں وہ جانِ حرم یاد آئے

ستم جب بھی دیکھا جوابِ ستم میں
محمدؐ کے لطف و کرم یاد آئے

وہیں جھک گئی ہے جبینِ محبت
جہاں اسکے نقشِ قدم یاد آئے

رہی یاد جنکی وظیفہ ہمارا
زہے لطف آج انکو ہم یاد آئے

وہیں مٹ گئیں الجھنیں زندگی کی
جہاں ان کی زلفوں کے خم یاد آئے

حقیقت میں ہے زندگی یاد جس کی
مجھے کیوں نہ وہ دم بدم یاد آئے

رہیں یاد اے کاش پیشِ محمدؐ
یہاں جیسے یارانِ غم یاد آئے

نظر میں ہو جنکی دیارِ مدینہ
اسے کیسے باغِ ارم یاد آئے

وہی فوق پہونچا ہے منزل پہ اکدن
جسے مصطفیٰؐ ہر قدم یاد آئے

انجمن خدام النبی

شاعر مشرق حضرت شفیق صدیقی جونپوری

اگر محبوب ہے ذکرِ رسولِ ہاشمی آؤ
یہاں سب جمع ہیں مستانِ خدام النبی آؤ

اُجالا کیوں نہ خدام النبی کا وجہ عرفاں ہو..
وہ محفل ہے جہاں روشن ہر شمع زندگی آؤ

مبارک ہو حرم کے جانیوالو نورِ ایمانی!
ہمارے واسطے بھی لیکے پیغامِ خوشی آؤ

مدینہ کی فضا میں تم سراپا نور بن جاؤ
نگاہ و دل میں سالے کر مصطفےٰ کی روشنی آؤ

شفیق اس وقت خدام النبی کا [illegible] کر
چلو بیٹھے ہو کیا تم بھی شرابِ عشق پی آؤ

پرنٹر ستار احمد غریب سکریٹری انجمن خدام النبی نے یونیورسل پبلیکیشنز ۱۲ اردو روڈ اسٹریٹ بمبئی ۲ سے
دفتر انجمن صالح صدیق صابر جامع مسجد بمبئی ۱ سے شائع کیا

ایک ضروری بات

جب حاجی فریضۂ حج سے واپس ہو کر گھر پہونچتا ہے تو گاؤں
اور قصبہ کے لوگ جو آئندہ سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں سفر کے
حالات اور اس سفر کی قانون اور سرکاری پابندیوں کے
متعلق پوچھتے ہیں تاکہ ان کے تجربوں سے فائدہ اٹھائیں،
دوسرے حاجیوں کی رہبری کے لئے

ماہنامہ **البلاغ** بمبئی

کا مطالعہ آپ کے لئے بہت ضروری ہے۔ حج کے متعلق سبھی
چیزوں کی اشاعت کر کے عازمین حج کی رہبری کرتا ہے، یہ پرچہ
حاجی صابو صدیق مسافر خانہ سے شایع ہوتا ہے۔

اس رسالہ کا زر سالانہ پانچ روپے ہے، آپ پانچ روپے
دے کر اس رسالہ کے خریدار ہو جائیں۔ سال بھر تک یہ
پرچہ آپ کے پاس پہونچتا رہے گا۔

منیجر البلاغ۔ صابو صدیق مسافر خانہ کرناک روڈ بمبئی ۳

کتبہ۔ قاضی حیات مبارکپوری